ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک

صلٰوۃ الاسرار کے پانی سے انوار کی نہریں

انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار

۱۳۰۵ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک

۵ ھ ۱۳

اَنہار الانوار من یمِ صلٰوۃ الاسرار

(صلٰوۃ الاسرار کے پانی سے انوار کی نہریں)

(نمازِ غوثیہ کے ثبوت میں تحقیقِ رضوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از دہلی کھڑکی فراش خانہ مسجد حضرت حافظ عبد العزیز صاحب قدس سرہ، مرسلہ جناب مستطاب مولانا مولوی حافظ شاہ سراج الحق محمد عمر صاحب قادری اواخر ربیع الاول شریف ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صلٰوۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی اور شرع میں جائز ہے یا نہیں؛ زید اس کی روایت کو بے اصل اور اسے بہجۃ الاسرار میں کسی فاسق بدعتی کا الحاق بتاتا اور تصانیف شیخ اکبر و امام شعرانی کی نظیر دیتا ہے کہ ان میں الحاق ہوئے۔ اور کہتا ہے کہ نمازِ فرض کے بعد قبلے سے انحراف اور کسی مزار و ولی کی تعیین سمت اور بہیأتِ نماز یا تعظیم اُس طرف چلنا تذلل و خشوع تمام کرنا ہرگز درست نہیں، اور کہتا ہے آنجناب یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کتاب و سنّت و سیرتِ صحابہ کے اتباع اور احکامِ شرع پر قیام اور محدثات سے اجتناب تام اور طاعات میں اخلاص اور ہر حال میں خدا پر توکل و اعتماد میں استقامت کاملہ تھی وہ ان امور کے خلاف کیونکر فرماتے کہ بعد نمازِ مغرب عراق کی طرف بتعظیم تمام چلو اور دل سے متوجہ ہو کر میرا نام لے کر حاجت چاہو یہ فعل کتاب و سنّت و طریقہ، خلفائے راشدین کے خلاف ہے اور سیرت و عمل صحابہ کے موافق نہیں اور تابعین و تبع تابعین و دیگر اسلافِ کرام و ائمۂ عظام سے اس کا مثل منقول نہیں، عوام کہ اسے عملِ مشائخ کہتے ہیں قابلِ التفات نہیں مشائخ میں جو اہلِ علم فقہاء و ائمہ ہوئے کسی نے اس کے مثل تصریح نہ کی اور قول و فعل بعض غیر موثوق پر عمل نہ چاہئے بلکہ سوادِ اعظم کا اتباع

چاہئے، صحابہ محبت وتعظیمِ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہم سب سے زیادہ اور ثواب وحسنات پر بہت حریص تھے اگر یہ عمل موجبِ ثواب وقربتِ الی اللہ ہوتا تو سلف کرام بلکہ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ کی طرف کرتے، آیا یہ کلام اس کا غلط ہے یا صحیح؟ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی حسن بلائه، ملأ ارضه وملأ سمائه، وملأ ما شاء فی قدره وقضائه، والشکر للمصطفٰی علی نعمائه، شکرا یوافی حسن الائه، ویکافئ عنا مزید عطائه، صلی اللہ تعالٰی علیه وعلی ابنائه، وازواجه واصحابه واحبائه ووارث علمه ومجده وسنائه، غوثنا الاعظم رافع لوائه، ومشایخنا الکرام وسائر اولیائه، صلٰوۃ تکشف لنا الاسرار، وتصرف عنا اذی الاشرار، وتکون عدۃ لیوم لقائه، واشهد ان لا الٰه الا اللہ وحده لا شریک له شهادۃ موجبۃ لرضائه، واشهد ان محمدا عبده ورسوله الصادع بالحق بعد خفائه، صلی اللہ تعالٰی وسلم علیه، وعلی کل عبد مرضی لدیه، صلٰوۃ تأتی علی قدر کبریائه، وسلام یدوم بدوامه و

سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اس کے اچھے امتحان پر، زمین وآسمان کو عجائبات سے بھرنے اور اپنی قدرت وقضاء میں جسے چاہے بھرنے پر اور شکر مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے ان کے انعامات پر، ایسا شکر جو ان کی بہترین نعمتوں کو پورا ہو اور ان کی مزید عطاؤں کو ہماری طرف سے کفایت کرے، اللہ تعالٰی ان پر اور ان کے صاحبزادوں اور ازواج اور اصحاب اور آپ کے علم، بزرگی اور بلندی کے وارث ہمارے غوثِ اعظم پر جو آپ کے جھنڈے کو بلند کرنے والے ہیں، اور تمام اولیاء پر رحمت نازل فرمائے، ایسی رحمت جو ہمارے لئے اسرار کو کھول دے اور شریر لوگوں کی اذیت کو ہم سے پھیر دے، اور اللہ تعالٰی کے ہاں حاضری کے دن کے لئے ذخیرہ بنے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰی وحدہٗ لاشریک ہے ایسی گواہی جو اس کی رضا کی موجب ہو، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جو حق کو خفا سے ظاہر کرنے والے ہیں صلی اللہ تعالٰی وسلم آپ پر اور اس کے دربار میں تمام پسندیدہ بندوں پر، وہ صلٰوۃ جو اس کی کبریائی کے شایانِ شان ہو اور وہ سلام جو اس کی بقاء اور

بقائه ، أمين أمين ، الٰه الحق امين يا راحم العبد وسامع دعائه ، **قال** العبد الذليل ، للمولى الجليل ، ابومحمد عبد المصطفى احمد رضاً المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی ، لطف به الله فی شدته و رخائه ، مستعینا بالله فی دفع الارتیاب ، ورفع الحجاب ، عن وجهه الصواب ، مسمیا للجواب ، بعلم یُعلم عام املائه ، انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار ، جعلها الله ذخیرۃ لدیه ، و ذریعة الیه ، یوم تشرق الارض بنور ربها وجمیل ضیائه ، أمین ، والحمد لله رب العٰلمین ، اللهم هدایة الحق والصواب ۔

دوام تک دائم ہو ، آمین آمین اے الٰہ برحق آمین ، بندے پر رحم کرنے اور اس کی دعا کو سننے والے ، اپنے جلیل القدر آقا کے سامنے حقیر اور ناتواں بندہ ابومحمد عبد المصطفےٰ احمد رضا محمدی سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی (اللہ تعالیٰ اس کی شدت وسہولت میں لطف و مہربانی فرمائے) نے اللہ تعالیٰ سے امداد چاہتے ہوئے اور حق وصواب کے چہرے سے پردہ اٹھاتے اور شک کو دُور کرتے ہُوئے جواب کا ایسا نام جو اس کی تحریر کے سال کو ظاہر کرے " انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار " رکھتے ہُوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ذخیرہ اور ذریعہ اپنے دربار میں بنائے جس دن زمین اپنے رب کے نُور سے چمک جائے ـــــــــــــ اور خوب روشن ہو جائے ، آمین ، الحمد للہ رب العالمین ، اے اللہ حق وصواب کی رہنمائی فرما ۔ (ت)

فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارہم العزیزہ کی معمول اور قضائے حاجات وحصولِ مرادات کے لئے عمدہ طریق مرضی ومقبول اور حضور پُرنور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ سے مروی ومنقول ، اَجلّہ علما واکابر کملا اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول ومقرر ومسلّم معتبر رکھتے آئے ، امام اجل ہمام ابجل سیّدی ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس اللہ سرہ العزیز بسند خود بہجۃ[1] الاسرار شریف میں اور شیخ شیوخ علماء الہند شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ زبدۃ[2] الآثار لطیف میں اور دیگر علمائے کرام وکملائے عظام رحمہم اللہ تعالےٰ اپنے اپنے اسفار منیفہ میں اُس جناب ملائک رکاب علیہ رضوان العزیز الوہاب سے راوی وناقل کہ ارشاد فرمایا :

من صلی رکعتین (زید فی روایة) بعد المغرب (وزادا) یقرأ فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدی عشرة مرة ثم اتفقوا فی المعنی واللفظ للامام ابی الحسن

جو بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار پھر بعد سلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد اور اپنی حاجت

قال ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطو الی جہۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی (زاد الشیخ) بفضل اللہ وکرمہ (وقال اٰخر) قضی اللہ تعالیٰ حاجتہ[۱]

ذکر کرے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی مراد پوری ہو۔ اس عبارت میں "مغرب کے بعد" ایک روایت میں زائد ہے اور صاحب بہجۃ الاسرار اور صاحب زبدۃ الآثار نے "ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ" زائد ذکر کیا، پھر شیخ عبدالحق نے "بفضل اللہ وکرمہ" کو بھی اور دوسرے نے صرف "قضی اللہ تعالیٰ حاجتہ" ذکر کیا۔ (ت)

اسی طرح امام جلیل علامہ نبیل امام عبداللہ[۲] یافعی مکی طیب اللہ ثراہ صاحب خلاصۃ المفاخر فی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر نے روایت کی، یونہی فاضل کامل مولانا علی قاری ہروی نزیل مکہ معظمہ صاحب شروح فقہ اکبر و مشکوٰۃ اکرم اللہ نزلہ نے نزہۃ الخاطر میں ذکر فرمایا زبدۃ مبارکہ میں اپنے شیخ و استاذ احسن اللہ مثواہ کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا اور حضرت شیخ محقق تغمدہ اللہ برحمتہ سے اس نماز مبارک میں خاص ایک رسالہ[ع۱] نفیس جداگانہ ہے اُس سے ثابت کہ حضرت ورع سراپا سعادت حامل شریعت کامل طریقت سیدی عبدالوہاب متقی مکی برد اللہ مضجعہ نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار کو معتمد و معتبر اور اس مبارک روایت کو مسلم و مقرر فرمایا اور مولانا شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی علیہ رحمۃ الرؤف الہادی کہ سال[ع۲] وفات امام اجل علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ میں متولد ہوئے، حضرت شیخ غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الملک الباری کے مرید سعید اور حضرت شیخ محقق کے استاذ مجید اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقاماتِ رفیعہ و تصانیف کثیرہ بدیعہ ہیں، بیضاوی و ہدایہ و تلویح و شرح وقایہ و مطول و مختصر و

[ع۱] نقلہا برمتہا مولٰنا سراج الحق محمد عمر القادری حفظہ اللہ تعالیٰ ابن الفاضل الجلیل مولانا فرید الدین الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ ریاض الانوار من شاء فلیرجع الیہا ۱۲ منہ

یہ تمام مولانا سراج الحق محمد عمر قادری ابن فاضل جلیل مولانا فرید الدین دہلوی رحمہ اللہ تعالٰے نے اپنی کتاب "ریاض الانوار" میں نقل کیا ہے جو چاہے اسے دیکھے ۱۲ (ت)

[ع۲] یعنی سنہ ۹۱۱ھ ووفاتہ لسلخ صفر سنہ ۹۹۸ھ ۱۲ منہ

یعنی سنہ ۹۱۱ھ اور ان کی وفات ماہِ صفر کے آخر ۹۹۸ھ۔ (ت)

---

[۱] بہجۃ الاسرار فصل اصحابہ و بشراہم مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ص ۱۰۲

شروح عقائد مواقف وغیرہا پر حواشی مفیدہ رکھتے ہیں اور کبرائے منکرین نے بھی اپنے رسائل میں اُن سے استناد کیا نہایت شد و مد سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اس پر بتاکید اکید تحریص و ترغیب فرماتے، یونہی شیخ نے اخبار الاخیار شریف اور مولٰنا ابوالمعالی محمد مسلمی عالمہ اللہ تعالٰی بلطفہ نے جنھیں رسالہ مذکورہ شیخ محقق میں علمائے سلسلہ علیہ سے شمار کیا تحفہ شریفہ اور حضرت سیدنا و مولٰنا اسد الواصلین جبل العلم والیقین حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری فاطمی حسینی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کاشف الاستار شریف میں اسے نقل و ارشاد فرمایا اور امام یافعی بل اللہ تربتہ (اللہ تعالٰی ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے۔ ت) تصریح فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور غوث اعظم صلی اللہ تعالٰی علٰی جدہ الاکرم وعلیہ وسلم کے اصحاب کرام عطر اللہ ضرائحھم المقادسۃ (اللہ تعالٰی ان کی قبروں کو معطر فرمائے۔ ت) اس نماز کو عمل میں لاتے اور زبدۃ الآثار میں اولیائے طریقہ علیہ عالیہ روحت ارواحھم (ان کی روحیں معطر ہوں۔ ت) کے آداب میں فرمایا: وملازمتہ صلٰوۃ الاسرار التی بعدھا التخطی احدی عشرۃ خطوۃ[1] یعنی اس خاندان پاک کے آداب سے ہے صلٰوۃ الاسرار کی مداومت کرنی جس کے بعد گیارہ قدم چلنا ہے۔

باینہمہ اس کا اعمال مشائخ کرام سے ہونا نہ ماننا آفتاب روشن کا انکار کرنا ہے اور خود کون سی راہ ہے کہ ان ائمہ و اکابر کو خواہی نخواہی جھٹلائیے اور عیاذ باللہ بدعتی و ناحق کوش ٹھہرائیے، پھر یہ مقبولان خدا صرف اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اُسے خاص حضور پُرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد بتاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الانقیاد پر رد و ایراد اگر انجانی سے نہ ہو تو معاذ اللہ وہ آتش سوزاں و بلائے بے درماں و قہر بے اماں ہے جس کا مزہ اس دار الغرور والالتباس میں نہ کھلا تو کل کیا دور ہے "ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب[2]" ○ (بیشک ان کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا صبح قریب نہیں۔ ت) حضور خود ارشاد فرماتے ہیں:

تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخراکم۔	میرے ارشاد کو خلاف بتانا تمھارے دین کے لئے زہر قاتل اور تمھاری دنیا و عقبٰی دونوں کی بربادی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

اور ان اکابر ملت و علمائے امت کو نقل و روایت میں بھی غیر موثوق جاننا اسی دار الفتن ہندوستان میں آسان ہے جہاں نہ کسی منہ کو لگام نہ کسی زبان کی روک تھام۔ یہ امام ابو الحسن نورالدین علی شطنوفی قدس سرہٗ

---

[1] بحوالہ زبدۃ الاسرار خاتمۃ الکتاب مطبوعہ مطبع بکسلنگ کمپنی دہلی ص ۱۲۶

[2] القرآن ۱۱/۸۱

کہ بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف اور برطرز حدیث بسند متصل اس روایت جلیلہ کے پہلے مخرج ہیں اجلۂ علما و ائمۂ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں امام اجل شمس الدین ابن الجزری رحمہ اللہ تعالٰی کہ اجلۂ محدثین و علمائے قرأت سے ہیں جن کی حصن حصین مشہور و معروف دیار و امصار ہے اُس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں اُنھوں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی اپنے رسالۂ طبقات القراء میں فرماتے ہیں:

انی قرأت هذا الکتاب اعنی بهجة الاسرار بمصر وکان فی خزانة سلطان المصر، علی الشیخ عبد القادر وکان من أجلة مشایخ مصر فاجازنی روایته[1] الخ

یعنی میں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار مصر میں خزانہ شاہی سے حاصل کرکے شیخ عبد القادر سے کہ اکابر مشائخ مصر سے تھے پڑھی اور انھوں نے مجھے اس کی روایت کی اجازت دی الخ۔

امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث و نقد رجال میں اُن کی جلالت شان عالم آشکار، اُس جناب کے معاصر تھے اور باآنکہ حضرات صوفیہ کرام کے ساتھ اُن کی روش معلوم ہے سامحنا اللہ تعالٰی وایاہ (ہم پر اور ان پر اللہ تعالٰی نرمی فرمائے۔ ت) امام ابو الحسن ممدوح کی ملاقات کو اُن کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اُن کی مدح و ستائش سے رطب اللسان ہوئے فرماتے ہیں:

علی بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد[عه] نور الدین شیخ القراء بالدیار المصریة ابو الحسن اصله من الشام ولد بالقاهرة سنة اربع واربعین وستمائة وتصدر للاقراء بجامع الازهر وغیره تکاثر علیه الطلبة وحضرت مجلس اقرائه فاعجبنی سمته وسکوته وکان ذا عزام

یعنی علی بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا ہیں نور الدین لقب ابو الحسن کنیت بلاد مصر میں علمائے قرأت کے استاد ہیں اصل اُن کی شام سے ہے ۶۴۴ھ میں قاہرۂ مصر میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر وغیرہ میں مسند اقراء پر صدر نشینی کی بکثرت طلبہ ان کے پاس جمع ہوئے میں اُن کی مجلس درس میں حاضر ہوا ان کی نیک روش و کم سخنی مجھے پسند آئی حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی

[عه] لعینہ اسی طرح امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ میں اُس جناب کو الامام الاوحد لکھا یعنی بے مثل امام ۱۲ منہ غفرلہ (م)

[1] رسالہ طبقات القراء

بالشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ و جمع اخبارہ ومناقبہ فی نحو ثلث مجلدات[1] اھ ملخصا

تعالٰی عنہ کے شیدائی تھے انھوں نے حضور کے فضائل تین مجلد کے قریب میں جمع کیے ہیں۔

پُرظاہر کہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالٰی کے مثل سے یہ کلمات جلیلہ اُس جناب کی کمال وثاقت وعدالت ووفورِ علم وجلالت پر شاہد عدل ودلیل فصل ہیں اور خود امام اوحد یعنی بے مثل امام یکتا، کا لفظ اجل واعظم تمام فضائل ومناقب جلیلہ کا یکتا جامع اکمل واتم ہے وہ جناب سند عالی رکھتے اور زمانۂ اقدس حضور پُرنور غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نہایت قریب ہیں انھیں حضور اقدس تک صرف دو واسطے ہیں قاضی القضاۃ امام اجل حضرت سیدنا ابوصالح نصر قدس سرہٗ کے اصحاب سے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر تاج الملۃ والدین عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالٰی اور وہ اپنے والد ماجد حضور پُرنور سید السادات غوث الافراد قطب الارشاد غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خلیفہ ومرید وصاحب ومستفید ہیں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم وشریف ومشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قراءت سے عالم معروف ومشہور اور ان کے احوالِ شریفہ کتابوں میں مذکور ومسطور، پھر ذہبی وابن الجزری کے وہ اقوال نقل فرمائے اور رسالۂ مذکورہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں اسی نمازِ مبارک کے بارے میں مرقوم،

اقوی دلائل واوضح مسائل دریں باب کتاب عزیز بہجۃ الاسرار معدن الانوار کہ معتبر ومقرر ومشہور ومذکور ست ومصنف ایں کتاب از مشاہیر مشائخ وعلماست میانِ وے وحضرت شیخ یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ دو واسطہ است ومقدم است برامام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایشاں نیز از منتسبان سلسلۂ شریفہ ومحبان جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ[2] اھ ملتقطا)

اس باب میں اقوی دلیل "بہجۃ الاسرار" معدن الانوار ہے جوکہ معتبر اور مشہور ہے، اس کتاب کے مصنف اور حضرت شیخ یعنی غوث اعظم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں اور یہ امام یافعی سے مقدم ہیں جبکہ امام یافعی خود سلسلہ قادریہ سے متعلق ہیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عقیدت رکھتے ہیں (ت)

ہیں۔ امام یافعی وعلامہ علی قاری وحضرت شیخ محقق دہلوی وغیرہم اکابر کی امامت وجلالت ووثاقت عدالت سے کون آگاہ نہیں۔

---

[1] طبقات المقرئین

[2] رسالہ متعلق بصلوٰۃ الاسرار لعبدالحق المحدث الدہلوی

ـه وکیف یصح فی الاعیان شئ اذا احتاج النہار الی دلیل

(جب روزِ روشن دلیل کا محتاج ہوجائے تو پھر کسی چیز کا وجود کیسے ثابت ہوسکتا ہے)

بالجملہ ایسے اکابر کی روایاتِ معتمدہ کو بے وجہ وجیہ رَد کر دینا یا سخت جہالت ہے یا خبث وضلالت والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی اور بے دلیل دعوٰی الحاق محض مردود، ورنہ تصانیفِ ائمہ سے امان اُٹھ جائے اور نظامِ شریعت درہم وبرہم نظر آئے، جو سند پیش کیجئے مخالف کہہ دے یہ الحاق ہے، چلئے تمسک واستناد کا دروازہ ہی بند ہوگیا "ہیہات" کیا بزورِ زبان کچھ کہہ دینا قابلِ قبول ہوسکتا ہے، حاشا وکلا ادعائے بے دلیل مطرود وذلیل، ہاں ہم کو مسلم کہ بعض کتابوں میں بعض الحاق بھی ہوئے مگر اس سے ہر کتاب کی ہر عبارت تو مطروح یا مشکوک نہیں ہوسکتی کسی خاص عبارت کی نسبت یہ دعوٰی زنہار مسموع نہیں جب تک بوجہ وجیہ اُس میں الحاق ثابت نہ کردیں جس کے لئے امثال عـه مقام میں صرف دو طریقے متصور، ایک تو یہ کہ اُس کتاب کے صحیح معتمد عمدہ قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ملیں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں اس عبارت کا نشان نہ ہو، حضرت

عـه اشارة الی انه قد یعلم ذلک بالرجوع الی المتکلم وانکاره عند من لا یتهمه ویعرف تارة باعتراف المفتری کما وقع بعض الوضاعین، وبقبیل اخری اذا نص علی ذلک من یرجع الیه لعظمه وفضله، ولا ینکر علیه لثقته وعدله وکذلک یحکم به اذا لم یأت ذلک الا من طریق من عرف بالکذب کقول المحدثین ان هذا موضوع ای فی سنده وضاع او کذاب وهذا انما یعطی عدم الجزم لا الجزم بالعدم الا اذا ضم الیه دلیل اٰخر فالکذوب قد یصدق واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ الحاق کبھی خود متکلم کی طرف رجوع کرنے پر اور اس کا ایسے شخص کے سامنے الحاقی عبارت سے انکار کرنا جس کو کذب سے متہم نہیں کیا جاسکتا اور کبھی خود اقرار کرنے والے کے اعتراف سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بعض ایسے لوگوں سے اعتراف واقع ہوا ہے اور کبھی ایسی معظم اور افضل شخصیت جس کے تقوٰی اور عدل کی بنا پر اس کی بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا، کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے اور کبھی الحاق کا حکم تب کیا جاتا ہے جب کہ اس بات کو صرف جھوٹ بولنے میں مشہور شخص ہی بیان کرے جیسا کہ محدثین کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں من گھڑت اور کذاب راوی ہے، یہ آخری وجہ صرف عدمِ جزم کا فائدہ دیتی ہے اور جزم بالعدم کا نہیں کیونکہ جھوٹا بھی کبھی سچ بول دیتا ہے، ہاں اگر کوئی اور دلیل ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو پھر جزم بالعدم کا فائدہ ہوسکتا ہے واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

جناب شیخ اکبر و امام شعرانی قدس سرہما کی تصانیف میں الحاق یُونہی ثابت ہوا، امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار میں فرماتے ہیں:

قدم علینا الاخ العالم الشریف شمس الدین السید محمد ابن السید ابی الطیب المدنی المتوفی سنۃ ٩٥٥ خمس وخمسین و تسعمائۃ فذاکرتہ فی ذلك فاخرج الی نسخۃ من الفتوحات التی قابلها علی النسخۃ التی علیها خط شیخ محی الدین نفسہ بقونیۃ فلم ار فیها شیئا مما توقفت فیہ وحذفتہ فعلمت ان النسخ التی فی مصر ان کلها کتبت من النسخۃ التی دسوا علی الشیخ فیها ما یخالف عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کما وقع لہ ذلك فی کتاب الفصوص وغیرہ[1] الخ

یعنی ہمارے دوست عالم شریف سید شمس الدین محمد بن سید ابو الطیب مدنی جن کی وفات ٩٥٥ھ میں ہُوئی ہمارے یہاں آئے میں نے فتوحاتِ شیخ اکبر قدس سرہٗ کا تذکرہ کیا اُنھوں نے ایک نسخۂ فتوحات نکالا جسے اُنھوں نے اس نسخے سے مقابلہ کیا تھا جو شہر قونیہ میں کہ شیخ اکبر قدس سرہٗ کا وطن ہے خاص شیخ قدس سرہٗ کے دستخط شریف سے مزیّن ہے اس نسخے میں مَیں نے کہیں ان عبارتوں کا نشان نہ پایا جن میں مجھے تردّد تھا اور میں نے فتوحات کے انتخاب میں قلم انداز کر دی تھیں تو مجھے یقین ہوا کہ اب جس قدر نسخے مصر میں ہیں سب اسی نسخے سے نقل ہُوئے ہیں جس میں لوگوں نے عقائدِ اہلسنّت و جماعت کے خلاف عبارتیں شیخ پر افترا کرکے ملادی ہیں جیسا کہ ان کی فصوص وغیرہ کے ساتھ بھی یہی واقع ہوا۔ الخ

اس کے بعد امام شعرانی نے دو تحریریں نقل فرمائیں جو عالم ممدوح سید شریف مدنی مرحوم نے نسخۂ مذکورۂ قونیہ پر خود حضرت شیخ و دیگر علمائے رحمہم اللہ تعالٰی کے دستخطوں سے لکھی دیکھیں اور بیان کیا کہ یہ نسخہ خود حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالٰی کا وقف فرمایا ہُوا ہے شیخ نے اپنی علامت وقف یُوں تحریر فرمائی ہے:

وقف محمد بن علی بن عربی الطائی ھذا الکتاب علی جمیع المسلمین[2]

یہ کتاب محمد بن علی بن عربی طائی نے تمام مسلمانوں پر وقف کی۔

اور اُس کے آخر میں قلمِ شیخ رحمہ اللہ تعالٰی سے یہ تحریر ہے:

قد تم ھذا الکتاب علی ید منشئہ وھو

یہ کتاب بقلمِ مصنّف تمام ہُوئی اور یہ میرے

---

[1] کشف الظنون بحوالہ لواقح الانوار القدسیہ من الفتوحات المکیہ مطبوعہ مکتبۃ المثنیٰ بغداد ۲/۱۲۳۸

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/۱۲۳۹

النسخة الثانیة منه بخطیدی وکان الفراغ منه بکرة یوم الاربعاء الرابع و العشرین من شهر ربیع الاول سنة ست و ثلثین وستمائة ۶۳۶ وکتبه منشوه[1]

خط سے دوسرا نسخہ ہے اس کی تحریر سے روز چارشنبہ وقت صبح بتاریخ بست وچہارم ماہ مبارک ربیع الاول ۶۳۶ھ فراغ لکھا ہوا ہے اس کے مصنف نے، رحمہ اللہ تعالٰی۔

اور سید موصوف نے یہ بھی بیان فرمایا کہ سینتیس ۳۷ مجلد میں ہے اور اس میں اس نسخے سے جس میں ملحدوں نے عقائد شنیعہ الحاق کئے عبارت زیادہ ہے اور اس کی پشت پر نام کتاب بخط مصنف علیہ الرحمۃ لکھا ہے اس کے نیچے شیخ صدرالدین قونوی رحمہ اللہ تعالٰی کے خط سے یہ عبارت تحریر ہے:

انشاء مولانا شیخ الاسلام وصفوة الانام محی الدین بن عربی[2]

یہ کتاب ہمارے آقا سردار مسلماناں برگزیدہ جہاں محی الدین بن عربی کی تصنیف ہے۔

اور اس کے نیچے لکھا ہے: ملك هذه المجلدة لمحمد بن اسحٰق القونوی[3] یہ مجلد محمد بن اسحٰق قونوی کی ملک میں آیا۔ اس کے نیچے شیخ صدرالدین ممدوح کے خط سے محمد بن ابی بکر تبریزی کی روایت کہ ان سے بطریق سماع حاصل ہوئی مکتوب ہے اور محمد بن اسحٰق قونوی کی شرح دستخط یہ ہے:

انتقل الی خادمه وربیب لطفه محمد بن اسحٰق سنة سبعین وثلثین وستمائة ۶۳۷[4]

یہ کتاب مصنف کے خادم ولطف پروردہ محمد بن اسحٰق قونوی کی طرف ۶۳۷ء میں منتقل ہوئی۔

انتہٰی ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کون سا نسخہ معتمد ہوگا خود قلم خاص حضرت مصنف قدس اللہ تعالٰی سرہ العزیز کی تحریر اور اس کے اول وآخر میں خود مصنف ودیگر علماء وعمائد کے دستخط کثیر، جب یہ نسخہ ان عبارات شنیعہ سے خالی ملا تو الحاق وافترا میں کیا شک رہا والحمد للہ رب العٰلمین ولہٰذا مفتی سلطنت عثمانیہ عمدۃ علمائے روم علامہ ابوالسعود علیہ رحمۃ الملک الودود نے اپنے فتوے میں تصریح فرمائی کہ یتقنا ان بعض الیهود افتراها علی الشیخ قدس اللہ سره ہمیں یقین ہے کہ بعض یہودیوں نے یہ کلمات شیخ قدس سرہ پر افترا کئے ہیں۔ کما نقله فی الدرالمختار عن معروضاته۔

اب کلام امام شعرانی کا حال سنئے، خود امام موصوف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میزان میں فرماتے ہیں:

وقع لی ذلك من بعض الاعداء فانهم دسوا فی کتابی المسمّٰی بالبحر المورود فی المواثیق

یعنی مجھے یہ واقعہ بعض اعدا کے ساتھ پیش آچکا ہے انھوں نے میری کتاب البحر المورود فی المواثیق والعھود

---

[1] تا [4] کشف الظنون بحوالہ لواقح الانوار القدسیۃ من الفتوحات المکیۃ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد ۲/۱۲۳۹

والعهود امورا تخالف ظاهر الشريعة و داروا بها فی الجامع الازهر وغيره و حصل بذلك فتنة عظيمة وما خمدت الفتنة حتی ارسلت لهم نسختی التی عليها خطوط العلماء ففتشها العلماء فلم يجدوا فيها شيئا مما يخالف ظاهر الشريعة مما دسه الاعداء فالله تعالٰی يغفر لهم ويسامحهم[1] اھ۔

میں خلافِ شرع باتیں الحاق کردیں اور اسے جامع ازہر وغیرہ میں لئے پھرے اور اس کے سبب بڑا فتنہ اٹھا اور فرو نہ ہُوا یہاں تک کہ میں نے ان کے پاس اپنا نسخہ جس پر علما کے دستخط تھے بھیج دیا اہلِ علم نے تلاش کی تو اُس میں وُہ امور مخالفِ شریعت جو دشمنوں نے ملادیے تھے اصلاً نہ پائے اللہ تعالٰی ان کی مغفرت کرے اور درگزر فرمائے۔

خیر ایک طریقہ تو ثبوت الحاق کا یہ ہے دوسرے یہ مصنف کا امام معتمد و عالم متدین مستند ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کہ بے تواتر حقیقی اُس کی طرف نسبت کیا گیا صریح معصیت یا بدمذہبی وضلالت جس میں اصلاً تاویل و توجیہ کی گنجائش ہی نہیں تو اس وجہ سے کہ علماء تو علما عام اہلِ اسلام کی طرف بے تحقق تواتر و ثبوت قطعی کسی کبیرہ کی نسبت مقبول نہیں کما نص علیه الامام الاجل حجة الاسلام محمد الغزالی قدس سره العالی فی الاحياء (جیسا کہ امام غزالی قدس سرہ نے "احیاء العلوم" میں اس کی تصریح کی ہے۔ ت) رَد کردیں گے اور تحسیناً للظن الحاق کہیں گے اور اسی سے ملحق ہے بات کا ایسا سخیف و رذیل ہونا کہ کسی طرح عقلِ سلیم اس امام عظیم سے اس کا صدور منظور نہ کرے جیسے باب ذوی الارحام میں قبیل فصل صنف اول سراجیہ میں یہ مہمل عبارت لان عندهما کل واحد منهم اولی من فرعه وفرعه وان سفل اولی من اصله[2] (کیونکہ ان دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اپنی فرع سے اولٰی ہے اور اس کی فرع اگرچہ نچلی ہو اصل سے اولٰی ہے۔ ت) جس کے لئے اصلاً کوئی محصل نہیں ولہذا علامہ سید شریف نے شرح میں نقل فرمایا:

لم يتحصل منها معنی فهی من ملحقات بعض الطلبة القاصرين[3] الخ

اس کا کوئی معنی نہیں بنتا لہذا یہ بعض نالائق طلباء کی الحاق کردہ عبارت ہے الخ (ت)

اور اسی قبیل سے ہے وُہ عبارت جس میں کسی طائفہ زائغہ کے لئے کوئی غرض فاسد ہو اور امام مصنف اس

---

[1] المیزان الکبرٰی مقدمۃ الکتاب مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۹

[2] السراجی فی المیراث باب ذوی الارحام " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۹

[3] حاشیۃ ضیاء السراج مع السراج بحوالہ شرح سید شریف مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی "

سے بری اور جابجا خود اُس کا کلام اُس غرض مردود کے خلاف پر شاہد جیسے بعض خدا ناترسوں کا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی کی طرف معاذ اللہ کلمات مذمت امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نسبت کرنا حالانکہ اُن کی کتب متواترہ احیاء وغیرہ مناقب امام کی شاہد عدل ہیں عہ اور مثل آفتاب روشن و بے نقاب کر ما نحن فیہ میں ان صورتوں سے کوئی شکل نہیں والحمد للہ رب العٰلمین، اگر منکر بہجۃ الاسرار شریف کے نسخ قدیمہ صحیحہ معتمدہ اُس روایت سے خالی دکھا دیتا یا زبانی انکار کے سوا کوئی دلیل معقول قابل قبول ارباب عقول اُس کے یقینی ضلالت و مخالف عقیدۂ اہل سنت ہونے پر قائم کرلیتا تو اُس وقت دعوی الحاق زیب دیتا نہ کہ علی الرغم اُس کے علمائے مابعد طبقۃ فطبقۃ اُس روایت کو نقل فرمائیں اور مقرر و مسلم رکھتے آئیں اور بہجہ کا ایک نسخہ معتمدہ بھی اُس کے خلاف نہ ملے اور محض براہ سینہ زوری الحاق کا ادعائے باطل کردیا جائے فن اصول میں جسے ادنٰی مداخلت ہے اس پر کالشمس واضح کہ مجرد امکان منافی قطع و یقین بالمعنی الاعم نہیں جب تک احتمال ناشی عن دلیل نہ ہو، ورنہ تمام نصوص قرآن و حدیث سے ہاتھ دھو بیٹھے، اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ منکر کا تصانیف شریفہ جناب شیخ اکبر و امام شعرانی قدس سرہما کی نظیر دینا کس درجہ لغو و بے محل تھا کہاں وہ روشن وقائع قطعی ثبوت کہاں یہ زبانی شو سے حیلۂ مبہوت، کاش منکر نے جہاں تصانیف مذکورہ کا نام لیا تھا وہاں امام شعرانی کے اقوال مسطورہ بھی نقل کرلاتا، کہ دعوی مدلل و ادعائے

عہ ما ینسب الی الامام الغزالی یردہ ماذکرہ فی احیائہ المتواتر عنہ حیث ترجم الائمۃ الاربعۃ وقال واما ابوحنیفۃ فلقد کان ایضا عابدا زاھدا عارفا باللہ خائفا منہ مریدا وجہ اللہ تعالٰی بعلمہ[1] الخ اھ درمختار۔

امام اعظم کے بارے میں جو امام غزالی کی طرف منسوب ہے اس کا رد خود امام غزالی کا ذکر کردہ وہ کلام ہے جو انھوں نے تواتر سے مروی "احیاء العلوم" میں ائمہ اربعہ کے تراجم میں بیان کیا ہے اور اُنھوں نے وہاں فرمایا کہ بیشک امام ابوحنیفہ بھی عابد زاہد عارف باللہ اللہ تعالٰی سے ڈرنے والے، اپنے علم کی بنا پر اللہ تعالٰی کی رضا کے طالب تھے الخ اھ درمختار (ت)

یعنی امام حجۃ الاسلام احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ابوحنیفہ خدا کی قسم عابد زاہد عارف باللہ تھے اللہ تعالٰی سے ڈرنے والے اور اپنے علم سے وجہ اللہ کا ارادہ رکھنے والے ۱۲

---

[1] احیاء العلوم بیان العلم الذی ھو فرض الکفایۃ مطبوعہ مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ مصر ۱/ ۲۸

بے دلیل کا فرق کھل جاتا و للہ الحجۃ السامیۃ۔

اور اس نماز[ف] کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان و افترا، ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کرسکا، ہر جگہ صرف زبانی ادّعا سے کام لیا مگر یہ وہی جہالتِ قبیحہ وسفاہتِ فضیحہ ہے جس میں فرقۂ جدیدہ و طائفۂ حادثہ قدیم سے مبتلا یعنی قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو، ان ذی ہوشوں کے نزدیک امر ونہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں اور عدمِ ذکر عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شے کا نام ہے! ترمذی و ابن ماجہ وحاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحلال مااحل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرّم اللہ فی کتابہ وماسکت فھو مما عفا عنہ[1]	حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے۔

یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں، اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں موجود کہ فرماتا ہے جل ذکرہ:

یاایھا الذین اٰمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القراٰن تبدلکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور رحیم[2]	اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمھیں بُرا لگے اور اگر قرآن اُترتے وقت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے اور اللہ تعالٰی بخشنے والا مہربان ہے۔

ف: یہاں سے اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ ایک فائدہ نفیسہ کا بیان شروع کر رہے ہیں جو چار احادیث اور ایک آیت قرآنی پر مشتمل ہے جس سے بہت سی فروعات مثل عید میلاد النبی، گیارھویں شریف، تیجا، دسواں، چہلم اور صلوٰۃ الاسرار وغیرہ کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ نذیر احمد سعیدی

---

[1] جامع الترمذی ابواب اللباس باب ماجاء فی لبس الفراء مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۲۰۶
سنن ابن ماجہ باب اکل الجبن والسمن مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۴۹

[2] القرآن ۵/۱۰۱

بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اُن کا حکم دیتے تو فرض ہوجاتیں اور بہت ایسی کہ منع کرتے تو حرام ہوجاتیں پھر جو انھیں چھوڑتا یا کرتا گناہ میں پڑتا، اُس مالک مہربان نے اپنے احکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ تو بھول اور ہر عیب سے پاک ہے بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لئے کہ یہ مشقت میں نہ پڑیں تو مسلمانوں کو فرماتا ہے تم بھی اُن کی چھیڑ نہ کرو کہ پُوچھو گے حکم مناسب دیا جائے گا اور تمھیں کو دقت ہوگی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جن باتوں کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں، دارقطنی ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالٰی فرض فرائض فلا تضیعوھا، وحرم حرمات فلا تنتھکوھا، وحد حدودا فلا تعتدوھا، وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا۔[1]

بیشک اللہ تعالٰی نے کچھ باتیں فرض کیں اُنھیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حُرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذرونی ما ترکتکم فانما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سؤالھم واختلافھم علی انبیائھم فاذا نھیتکم عن شیئ فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فأتوا منہ ما استطعتم۔[2]

یعنی جس بات میں مَیں نے تم پر تضییق نہ کی اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی اُمتیں اسی بلا سے ہلاک ہُوئیں، میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دُوں اسے بقدرِ قدرت بجالاؤ۔

احمد، بخاری، مسلم سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] سنن الدارقطنی باب الرضاع مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۴/ ۱۸۴

[2] صحیح مسلم باب فرض الحج مرۃ فی العمر حدیث ۴۱۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۴۳۲
سنن ابن ماجہ باب اتباع سنت رسول اللہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲
مسند احمد بن حنبل از مسند ابوہریرہ " دار الفکر بیروت ۲/ ۲۴۷

انّ اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شیئ لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألتہ[1]

بیشک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا گناہگار وُہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اُس کے سوال کے بعد حرام کردی گئی۔

یہ احادیث باعلٰی ندا منادی کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں نہ اُن کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارد، اصل جواز پر ہیں ورنہ اگر جس چیز کا کتاب وسنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع ونادرست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا اس کے بغیر پوچھے بھی وُہ چیز ناجائز ہی رہتی۔ بالجملہ یہ قاعدۂ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بُری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وُہ معاف وجائز ومباح ورَوا اور اس کو حرام وگناہ ونادرست وممنوع کہنا شریعتِ مطہرہ پر افترا۔

قال ربنا تبارك وتعالٰی لاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون[2]○

ہمارے رب تعالٰی نے فرمایا، اپنی زبانوں کا من گھڑت جھُوٹ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اللہ تعالٰی پر جھوٹ افترا کرتے ہو، بیشک جو لوگ اللہ تعالٰی پر افترا کریں وُہ فلاح نہیں پائیں گے۔ (ت)

اسی طرح اس نماز کو طریقہ خلفائے راشدین وصحابہ کرام کے خلاف کہنا بھی اُسی سفاہتِ قدیمہ پر مبنی کہ جو فعل اُن سے منقول نہ ہو عموماً ان کے نزدیک ممنوع تھا حالانکہ عدمِ ثبوت فعل وثبوت عدم جواز میں زمین وآسمان کا فرق ہے، امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع[3]۔

کرنا تو جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں۔

رافضیوں نے اس طائفہ جدیدہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اُس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں:

نکردن چیزے دیگرست ومنع فرمودن چیزے دیگر است[4] ملخصاً۔

نہ کرنا اور چیز ہے اور منع کرنا اور چیز ہے ملخصاً (ت)

---

[1] صحیح بخاری باب مایکرہ من کثرۃ السؤال مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱۰۸۲/۲

[2] القرآن ۱۶/۱۱۶

[3] مواہب اللدنیہ

[4] تحفہ اثنا عشریہ باب دہم مطاعن ابوبکر رضی اللہ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۶۹

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں بعد بیان اس امر کے کہ اذانِ مغرب کے بعد فرضوں سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا نہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ فرماتے ہیں:

ثم الثابت بعد ھذا نفی المندوبیۃ اما ثبوت الکراھۃ فلا الا ان یدل دلیل اٰخر۔[1]

یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام کے نہ کرنے سے اس قدر ثابت ہوا کہ مندوب نہیں۔ رہی کراہت وہ اس سے ثابت نہ ہوئی جب تک اور کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔

اور اسے اخلاص[ف] وتوکل کے خلاف ماننا عجب جہالت بے مزہ ہے اس میں محبوبانِ خدا کی طرف توجہ بغرضِ توسل ہے اور ان سے توسل قطعاً محمود، اور ہرگز اخلاص وتوکل کے منافی نہیں، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔[2]

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

اور انبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے:

اولٰئک الذین یدعون یبتغون الٰی ربھم الوسیلۃ۔[3]

وُہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔

اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ودیگر انبیاء وصلحاء وعلماء وعرفاء علیہم التحیۃ والثناء کا قدیماً وحدیثاً حضور اقدس غایۃ الغایات نہایۃ النہایات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات سے حضور کے ظہورِ پُرنور سے پہلے اور بعد بھی حضور کے زمانِ برکت نشان میں اور بعد بھی عہد مبارک صحابہ وتابعین سے آج تک اور آج سے قیامِ قیامت وعرصاتِ محشر ودخولِ جنت تک "استشفاع وتوسل" احادیث وآثار میں جس قدر وفور وکثرت وظہور وشہرت کے ساتھ وارد محتاجِ بیان نہیں، جسے اس کی گونہ تفصیل دیکھنی منظور ہو مواہب لدنیہ امام قسطلانی وخصائصِ کبرٰی امام جلال الدین سیوطی وشرح مواہب علامہ زرقانی ومطالع المسرات علامہ فاسی ولمعات واشعۃ شروح مشکوٰۃ وجذب القلوب الٰی دیار المحبوب ومدارج النبوۃ تصانیف شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام کی طرف رجوع لائے کہ وہاں حجابِ غفلت منکشف

---

[1] فتح القدیر باب النوافل مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۸۹

[2] القرآن ۵/ ۳۵ [3] القرآن ۱۷/ ۵۷

ف: یہاں سے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ شفاعت، وسیلہ، استمداد، التجا اور ہنگامِ توسل ندائے محبوبانِ خدا کے جواز پر کلام شروع کررہے ہیں جوکہ آیاتِ قرآنی، احادیث اور کتبِ سیرۃ سے ماخوذ ہے، غور کرو۔ نذیر احمد

ہوتا ہے اور مصنف خطا سے منصرف و باللہ سبحٰنہ و تعالی التوفیق۔

اسی طرح صحیح بخاری شریف میں امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طلبِ باراں میں توسل کرنا مروی و مشہور، حصن حصین میں ہے:

وان یتوسل الی اللہ تعالٰی بانبیائہ خ ر مس والصالحین من عبادہ خ[1]۔

یعنی آدابِ دعا سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے انبیاء سے توسل کرے۔ اسے بخاری و بزاز و حاکم نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑے، اسے بخاری نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور سب سے زیادہ وہ حدیث صحیح و مشہور ہے جسے نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و طبرانی و ابن خزیمہ نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور حاکم نے بر شرطِ بخاری و مسلم صحیح کہا اور حافظ امام عبد العظیم منذری وغیرہ ائمۂ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلّم و مقرر رکھا جس میں حضور اقدس ملجاءِ بیکساں ملاذِ دوجہاں، افضل صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہ وعلٰی ذریاتہ نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے:

اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یا محمد انی اتوجہ بک الٰی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فیّ[2]۔

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اور لطف یہ ہے کہ بعض روایات حصن حصین میں لتقضی لی بصیغۂ معروف واقع ہوا یعنی یا رسول اللہ! میں آپ کے توسل سے خدا کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت روائی کر دیں۔

مولٰنا فاضل علی قاری علیہ الرحمۃ الباری حرزِ ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:

وفی نسخۃ بصیغۃ فاعل ای لتقضی الحاجۃ

اور ایک نسخہ میں معروف کا صیغہ ہے یعنی تو میری حاجت روائی

---

[1] حصن حصین آداب دعا افضل المطابع انڈیا ص ۱۸

[2] جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۱۹۷

ل، والمعنی تکون سببا لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی اھ[1]

فرمایا اور معنٰی یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی کا سبب بنیں۔ پس یہ اسناد مجازی ہے اھ (ت)

اور یہ حدیث نفیس نجیح مذیل بطراز گرانبہائے تصحیح[عہ] امام ابوالقاسم سلیمٰن لخمی طبرانی کے پاس یوں ہے:

ان رجلا کان یختلف الی عثمٰن بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حاجۃ لہ، فکان عثمٰن لایلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجتہ، فلقی عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فشکا ذلك الیہ، فقال لہ عثمٰن بن حنیف: ائت المیضاۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللّٰھم انی اسألك واتوجہ الیك بنبینا محمد

یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں آتا امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس امر کی شکایت کی انھوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا مانگ: الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے

[عہ] امام منذری ترغیب میں فرماتے ہیں: قال الطبرانی بعد ذکر طرقہ والحدیث صحیح[عہ٢] طبرانی نے اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کرکے کہا حدیث صحیح ہے ۱۲ منہ (م)

[عہ٢] ھکذا ھو ھھنا یثبت الصلٰوۃ فی نفس الحدیث فی النسخۃ الصحیحۃ للترغیب التی من اللہ تعالٰی بہا علی ھذا المحتاج ولعل عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا روی الحدیث اتی بہ کما ھو واذا علم الرجل زاد الصلٰوۃ کما ھو المطلوب فی امثال المقام، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (م)

یُوں ہی وُہ یہاں نماز کا ثبوت نفس حدیث میں ہے "ترغیب" کے صحیح نسخہ میں ہے یہ نسخہ اللہ تعالٰی نے اس محتاج کو بطور احسان عطا فرمایا ہے ہوسکتا ہے کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب روایت کیا تو انھوں نے حدیث کو درست بیان فرمایا اور جب انھوں نے آدمی کو ترغیب دی ہو تو نماز کا لفظ زائد کر دیا ہو جیسا کہ ایسے مقام میں مطلوب ہوتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[1] حرز ثمین شرح حصن حصین مع حصن حصین صلٰوۃ الحاجۃ افضل المطابع انڈیا ص ۱۲۵

[2] الترغیب والترھیب فی الصلٰوۃ الحاجۃ ودعائہا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۷۶

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الرحمۃ، یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فتقضی لی حاجتی، وتذکر حاجتک ورح الیّ حتی اروح معک، فانطلق الرجل فصنع ما قال لہ، ثم اتی باب عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجاء البواب حتی اخذہ بیدہ فادخلہ علی عثمٰن بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ، فقال حاجتک، فذکر حاجتہ فقضاھا لہ، ثم قال، ما ذکرت حاجتک حتی کانت ہذہ الساعۃ وقال ما کانت لک من حاجۃ فاذکرھا ثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فقال لہ جزاک اللہ خیرا ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الیّ حتی کلمتہ فیّ، فقال عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ ما کلمتہ، ولکن شہدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واتاہ رجل ضریر فشکا الیہ ذہاب بصرہ، فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائت المیضاۃ فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بہذہ الدعوات، فقال عثمٰن بن حنیف فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضر قط[1]۔

توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کر، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں، حاجت مند نے یوں ہی کیا پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوا دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا مطلب پوچھا عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمھیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ شخص وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہا اللہ تمھیں جزائے خیر دے امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے اُن سے میرے بارے میں عرض کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تیرے معاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا، مگر ہُوا یہ کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہُوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یُوں ہی اسے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھے پھر یہ دُعا کرے خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ما اسند عثمان بن حنیف ٨٣١١ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ٩/ ١٧

تنبیہ : ایھا المسلمون حضرات منکرین کی غایت دیانت سخت محلِ افسوس وعبرت، اس حدیث جلیل کی عظمت رفیعہ وجلالت منیعہ اوپر معلوم ہوچکی اور اس میں ہم اہل سنت وجماعت کے لئے جوازِ استمداد و التجا و ہنگام توسل ندائے محبوبانِ خدا کا بحمد اللہ کیسا روشن و واضح وبین ولائح ثبوت جس سے اہلِ انکار کو کہیں مفر نہیں اب ان کے ایک بڑے عالم مشہور نے باوجود اس قدر دعوی بلند علم وتدین کے اپنے مذہب کی حمایت بیجا میں جس صریح بیباکی وشوخ چشمی کو کام فرمایا ہے اُنھیں اس سے شرم چاہئے تھی حضرت نے حصن حصین شریف کا ترجمہ لکھا، جب اس حدیث پر آئے اُس کی قاہر شوکت عظیم عزت نے جرأت نہ کرنے دی کہ نفسِ متن میں اُس پر طعن فرمائیں اور ادھر پاسِ مشربِ ناحق بدل جوشِ عصبیت تاب گسل، ناچار حاشیۂ کتاب پر یوں ہجوم ہموم کی تسکین فرمائی کہ:

یک راوی ایں حدیث عثمٰن بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث است چنانکہ در تقریب موجود است وحدیثِ راوی متروک الحدیث قابلِ حجت نمی شود۔	ایک راوی اس حدیث میں عثمٰن بن خالد بن عمر بن عبد اللہ ہے جو متروک ہے جیسا کہ "تقریب" میں موجود ہے، اور متروک الحدیث راوی کی حدیث حجت کے قابل نہیں ہوتی۔ (ت)

انا للہ وانا الیہ راجعون، انصاف ودیانت کا تو یہ مقتضی تھا کہ جب حق واضح ہوگیا تھا تسلیم فرماتے ارشاد مفترض الانقیاد حضور پُرنور سید الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ الامجاد کی طرف رجوع لاتے نہ کہ خواہی نخواہی بزورِ تحریف، ایسی صحیح رجیح حدیث کو جس کی اس قدر ائمہ محدثین نے یک زبان تصحیح فرمائی معاذ اللہ ساقط ومردود قرار دیجئے اور انتقامِ خدا ومطالبہ حضور سید روزِ جزا علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کا کچھ خیال نہ کیجئے اب حضرات منکرین کے تمام ذی علموں سے انصاف طلب کہ اس حدیث کا راوی عثمٰن بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب ستہ میں کہیں روایت نہیں ملتی، یا عثمان بن عمر بن فارس عبدی بصری ثقہ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما تمام صحاح کے رجال سے ہیں، کاش اتنا ہی نظر فرما لیتے کہ جو حدیث کئی صحاح میں مروی اُس کا مدارِ روایت وہ شخص کیونکر ممکن جو ابن ماجہ کے سوا کسی کے رجال سے نہیں، وائے بیباکی! مشہور ومتداول صحاح کی حدیث جن کے لاکھوں نسخے ہزاروں بلاد میں موجود اُن کی اسانید میں صاف صاف عن عثمٰن بن عمر مکتوب، پھر کیا کہا جائے کہ ابن عمر کا ابنِ خالد بنا لینا کس درجہ کی حیا ودیانت ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور سنئے ابن السنی عبد اللہ بن مسعود اور بزار عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا فان للہ تعالٰی عبادا فی الارض تحبسہ[1]

جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یُوں ندا کرے "اے خدا کے بندو! روک لو" کہ اللہ تعالٰی کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اُسے روک لیں گے۔

بزار کی روایت میں ہے یُوں کہے: اعینوا یا عباد اللہ مدد کرو اے خدا کے بندو! ۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ان لفظوں کے بعد رحمکم اللہ[2] (اللہ تم پر رحم کرے۔ ت) اور زیادہ فرماتے رواہ ابن شیبۃ فی مصنفہ (اسے ابن شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ ت) امام نووی رحمہ اللہ تعالٰی اذکار میں فرماتے ہیں: ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا، چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا۔ اور فرماتے ہیں: ایک بار ہمارا ایک جانور چھٹ گیا لوگ عاجز آگئے ہاتھ نہ لگا میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا[3] نقلہ سیدی علی القاری فی الحرز الثمین (ملا علی قاری نے اسے حرز ثمین میں نقل کیا۔ ت) امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُر نور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

www.alahazratnet...org

اذا اضل احدکم شیئا او اراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادا لایراھم[4]

جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھُولے یا کوئی چیز گم کردے اور مدد مانگنی چاہے تو یُوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے[عـه] ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا۔

[عـه] جن کے سید و مولا و سند و ماوٰی حضور پُر نور سیدنا عبدالقادر جیلانی ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ،
(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن مسعود حدیث ۱۰۵۱۸ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/ ۲۶۷
المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ ۳/ ۲۳۹ ۔ کشف الاستار عن زوائد البزار ۴/ ۳۴
مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۳۲ الاذکار للنووی ص ۱۰۱

[2] المصنف لابن ابی شیبہ ما یدعو بہ الرجل حدیث ۹۷۶۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۰/ ۳۹۰

[3] الاذکار للنووی باب مایقول اذا انفلتت دابتہ " دار الکتاب العربیۃ بیروت ص ۲۰۱

[4] المعجم الکبیر ما سند عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰ " مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/ ۱۱۷ و ۱۱۸

عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: قد جرب ذلک[1] بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔ رواہ الطبرانی ایضاً (اسے طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ ت) فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ھذا حدیث حسن یہ حدیث حسن ہے۔ اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے، اور فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا انہ مجرب قرن بہ النجاح[2] یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون۔ ذکرہ فی الحرز الثمین (اس کو حرز ثمین میں ذکر کیا ہے۔ ت) ان احادیث میں جن بندگانِ خدا کو وقتِ حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے قدس اللہ تعالٰی اسرارھم و افاض علینا انوارھم یہی قول اظہر واشہر ہے کما نص علیہ فی الحرز الوصین (جیسا کہ حرز الوصین میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ ت) اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن مراد ہوں وکیفما کان اھ توسل و ندا کو شرک وحرام اور منافی توکل و اخلاص جاننا معاذ اللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے۔

تنبیہ: یہاں تو حضرات منکرین کے اُنھیں عالم نے یہ خیال فرما کر کہ معجم طبرانی بلادِ ہند میں متداول نہیں بے خوف وخطر خاص متن ترجمہ میں اپنے زورِ علم ودیانت وجوشِ تقوٰی وامانت کا جلوہ دکھایا فرماتے ہیں، اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے تقوٰی اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں سے۔

اقول مگر بحمد اللہ آپ کا تقوٰی وعدالت تو معلوم کیسا طشت از بام ہے خدا کی شان کہاں عتبہ بن غزوان رقاشی کہ طبقہ ثالثہ سے ہیں جنھیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں لایعرف کہا اور کہاں اس حدیث کے راوی عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی بدری کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر و مجاہدِ غزوہ بدر ہیں جن کی جلالتِ شان بدر سے روشن مہر سے اَبین رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ مترجم صاحب دیباچہ ترجمہ میں معترف کہ حرز ثمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کما نص علیہ سیدنا الخضر علیہ الصلٰوۃ والسلام رواہ ونقلہ فی البھجۃ و الزبدۃ والتحفۃ وغیرھا ۱۲ منہ (م)

جیسا کہ سیدنا خضر علیہ السلام نے اس کی تصریح کی اور بہجۃ الاسرار، الزبدۃ اور التحفہ وغیرہا میں اس کو روایت کیا اور نقل کیا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] المعجم الکبیر ما اسند عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/ ۱۱۸

[2] حرز ثمین حواشی حصن حصین دعاء الرکوب فی البحر افضل المطابع انڈیا ص ۴۶

اُن کے پیشِ نظر ہے، شاید اس حرز میں یہ عبارت تو نہ ہوگی:

رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ عن نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1]

اس کو طبرانی نے زید بن علی سے انھوں نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (ت)

یا جس تقریب کا آپ نے حوالہ دیا اس میں خاص برابر کی سطر میں یہ تحریر تو نہ تھی:

مد ت س ق

عتبۃ بن غزوان بن جابر المزنی صحابی جلیل مہاجر بدری مات سنۃ سبع عشرۃ[2] اھ ملخصا۔

عتبہ بن غزوان بن جابر المزنی صحابی جلیل بدری اور مہاجر ہیں جن کا وصال ۱۷ھ میں ہوا۔ اھ ملخصاً۔ (ت)

پھر کون سے ایمان کا مقتضٰی ہے کہ اپنے مذہبِ فاسد کی حمایت میں ایسے صحابی رفیع الشان عظیم المکان کو بزورِ زبان و بزورِ جنان درجۂ صحابیت سے طبقۂ ثالثہ میں لا ڈالئے اور شمسِ عدالت و بدرِ جلالت کو معاذ اللہ مردود الروایۃ ومطعونِ جہالت بنانے کی بدراہ نکالئے

ولکن صدق نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا لم تستحی فاصنع ما شئت[3]

لیکن حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھے حیا نہیں تو پھر جو چاہے کر۔ (ت)

مسلمان دیکھیں کہ حضرات منکرین انکارِ حق و اصرارِ باطل میں کیا کچھ کر گزرے پھر ادعائے حقانیت گویا تمیز کا وضوئے محکم ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، خیر یہ تو حدیثیں تھیں اب شاہ ولی اللہ صاحب کی سُنئے اپنے قصیدۂ اطیب النغم کی شرح میں پہلی بسم اللہ یہ لکھتے ہیں کہ:

لابدست از استمداد بروحِ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[4]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ پاک سے مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ

مجھے تو ہر مصیبت میں اور ہر پریشان حال کے لئے حضور

---

[1] حرز ثمین شرح حصن حصین مع حصن حصین دعاء الرکوب فی البحر افضل المطابع انڈیا ص ۴۵

[2] تقریب التہذیب ترجمہ ۴۴۵۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۶۵۳

[3] المعجم الکبیر مروی از ابو مسعود حدیث ۶۵۰ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۷/۲۳۷

[4] شرح قصیدہ اطیب النغم فصل اول در تشبیب بذکر الخ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲

جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے۔[1]

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دستِ تصرف ہی نظر آتا ہے (ت)

اسی میں ہے:

بہترین خلق خداست درخصلت و درشکل و نافع ترین ایشان ست مردماں را نزدیک ہجوم حوادث زماں۔[2]

زمانے کے حوادث میں لوگوں کے لئے آپ سے بڑھ کر کوئی نافع نہیں ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

فصل یازدہم درابتہال بجناب آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالٰی اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود اے بہترین عطا کنندہ۔[3]

گیارھویں فصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں ہے: اے بہترین مددگار اور جائے امید اور بہترین عطا کرنے والے! آپ پر اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں ہوں۔ (ت)

اسی میں ہے:

اے بہترین کسیکہ امید داشت شود برائے ازالہ مصیبتے۔[4]

اے بہترین امیدگاہ، مصیبتوں کے ازالہ کے لئے۔ (ت)

اسی میں ہے:

تو پناہ دہندۂ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخلاند در دل بدترین چنگالہا را۔[5]

آپ مجھے ہر ایسی مصیبت میں جو دل میں بدترین اضطراب پیدا کرے، پناہ دیتے ہیں۔ (ت)

اور اپنے قصیدۂ ہمزیہ کی شرح میں تو قیامت ہی توڑ گئے، لکھتے ہیں:

آخر حالتی کہ ثابت است مادح آں حضرت را صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا ضراعۃ (بالفتح) خواری وزاری، ابتہال و اخلاص در دعا آنست کہ ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود با خلاص در مناجات و پناہ گرفتن بایں طریق اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطائے ترا میخواہم روز فیصل کردن۔[6]

مایوسی کے وقت مدح کرنے والے کی آخری حالت میں یہ دعا اور ثنا ہونی چاہئے کہ وُہ اپنے کو انتہائی گریہ زاری اور دل جمعی اور اظہارِ بے قدری میں خلوص کے ساتھ پناہ حاصل کرتے ہوئے یہ مناجات کرے اور کہے کہ اے رسولِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اے اللہ تعالٰی کی مخلوق میں بہترین ذات! قیامت کے روز میں آپ کی عطا کا خواستگار رہوں۔ (ت)

---

[1] شرح قصیدہ اطیب النغم فصل اول در تشبیب بذکر الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴

[2] " " " فصل چہارم " " " ص ۶

[3] و [4] و [5] شرح قصیدہ اطیب النغم فصل یازدہم " " " ص ۲۲

[6] شرح قصیدہ ہمزیہ فصل ششم " " " ص ۳۳

اسی میں ہے :

وقتیکہ فرود آید کار عظیم درغایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا۔[۱]	جب کوئی کام تاریکی کی گہرائی میں گر جائے تو آپ ہی ہر بلا میں پناہ دیتے ہیں۔ (ت)

اسی میں ہے :

بسوئے توست آوردن من وبہ توست پناہ گرفتن من و در توست امید داشتن من۔[۲]	میری جائے پناہ، میری جائے امید اور میرے مرجع آپ ہی ہیں۔ (ت)

بالجملہ بندگانِ خدا سے توسل کو اخلاص و توکل کے خلاف نہ جانے گا مگر سخت جاہل محروم یا ضال مکابر ملوم، رہا اس نماز مبارک کے افعال پر کلام، **اوّلاً** جب اس کی ترغیب خود حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد سے ثابت تو مدعی تسنن کو کیا گنجائشِ انکار، خود منکرین کی زبانیں اس شہادت میں ہمارے دل و زبان کی شریک ہیں کہ وہ جناب اتباعِ قرآن و حدیث و اقتفائے سنت سنیہ و مراعات سیرت صحابہ و اجتناب محدثات شنیعہ و التزام احکام شرعیہ پر استقامت کاملہ رکھتے تھے رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وامدنا فی الدارین بنعماہ آمین (اللہ تعالٰی اس سے راضی ہو اور اس کو راضی کرے اور اپنی نعمتوں سے دونوں جہان میں ہماری امداد فرمائے آمین۔ ت)

ثانیاً وہ علماء و اولیا جن میں بعض کے اسمائے طیبہ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ ہم نے ذکر کئے جنھوں نے یہ نماز پسند کی اجازت دی سند لی خود پڑھی، منکرین میں کون ان کے پائے کا ہے؟ پھر ان کے کہے سے کیونکر مسلّم ہو کہ حکمِ شرع پر یہی چلے، اور وہ سب معاذ اللہ گنہگار، فساق، بدعتی گزرے اور ان اکابر کو غیر موثوق کہہ کر اتباع سواد اعظم کی طرف بلانا وہی پُرانی تلبیس ہے سواد اعظم کا خلاف جب ہو کہ جمہور ائمہ دین، فقہا و محدثین، عرفائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس نماز سے ممانعت کرتے آئے ہوں جب منکرین دو چار ائمہ معتمدین سے صحیح طور پر (جو دیدہ و دانستہ کذب و افترا و وضع اسمائے کتب و علما و استناد بمجاہیل و اجزائے خاملہ سے کہ داب قدیم اکابر منکرین ہے خالی ہو) اس نماز کریم کی ممانعت کا ثبوت نہ دے سکے نہ اِن شاء اللہ تعالٰی قیامِ قیامت دے سکیں تو سوادِ اعظم کا نام لینا صرف عوام کو دھوکا دینا ہے۔

ثالثاً اِن صاحبوں کے اصول پر تو اس نماز کے جواز و اباحت اور منع و انکار کی قباحت و شناعت

---

[۱] شرح قصیدہ ہمزیہ فصل ششم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳

[۲] " " " " " " " ص ۳۴

پرنئے طور سے (جسے معارضہ بالقلب کہئے) سوادِ اعظم ائمہ وعلما ومحدثین وفقہا کا اجماع قطعی ثابت ہوگا، پہلے معلوم ہوچکا کہ ان حضرات کے مذہب میں عدم ذکر عدم ہے اور خود یہاں منکرین کے ادعائے سواد اعظم کا یہی مبنی کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) اب ہم کہتے ہیں کلماتِ ائمہ میں اس نماز پر انکار جائز ہونا ہرگز مذکور نہیں، ومن ادعی فعلیہ البیان ولا یستطیعہ حتی یرجع القارظان (جو دعوٰی کرے اس پر بیان لازم ہے جبکہ یہ اس کی استطاعت سے خارج ہے۔ ت) اور عدم بیان، بیان عدم تو لاجرم اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اُن سب ائمہ کے نزدیک اس نمازِ مبارک پر انکار روا نہیں اور جس پر انکار ناجائز ہوگا وہ اقل درجہ مباح ہوگا فثبت المقصود وبھت العنود والحمد للہ العلی الودود (مقصود ثابت ہوا، مخالف مبہوت ہوا، الحمدللہ العلی الودود۔ ت)

رابعًا ان حضرات کی عجیب عادت ہے جواز کہ عقلاً ونقلاً محتاجِ دلیل نہیں بے دلیل خاص قبول نہیں کرتے اور عدمِ جواز کے لئے ان کے زبانی دعوے کافی ہوجاتے ہیں کاش جہاں یہ کہتے ہیں کہ توجہ لعراق و روش باوسب درست نہیں وہاں اس پر کوئی دلیل شرعی بھی قائم کرتے اور جب کچھ نہیں تو ہمارے لئے وہی جواب ہے جو مدعیان بے ثبوت کے مقابل قرآن عظیم نے تعلیم فرمایا کہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین[1] ○ (فرما دیجئے اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ ت) اور منکر نے اثنائے تقریر میں جو اپنے بات آسان کرنے کو ہیأت نماز و تذلل تام وانتہائے تعظیم کی قیدیں بڑھالیں وہ خود اسی پر مردود کہ ہرگز ترکیب صلوٰۃ الاسرار میں ان باتوں کا نشان نہیں، ہاں محبوبانِ خدا کی نفسِ تعظیم بیشک اہم واجبات و اعظم قربات سے ہے،

قال اللہ تعالٰی ومن یعظم حرمٰت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ[2]۔ وقال تعالٰی من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب[3] ○ وقال تعالٰی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا ○ لتؤمنوا باللہ ورسولہ

اللہ تعالٰی نے فرمایا جو شخص اللہ تعالٰی کی عزت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے اللہ تعالٰی کے ہاں بہتر ہے۔ اور نیز فرمایا جو شخص اللہ تعالٰی کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو یہ قلبی تقوٰی ہوگا۔ اور نیز فرمایا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا، بشارت سنانے

---

[1] القرآن ۲/ ۱۱۱

[2] القرآن ۲۲/ ۳۰

[3] القرآن ۲۲/ ۳۲

وتعزروہ وتوقروہ۔[1]

والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر بجا لاؤ (ت)

خود منکر نے کہا کہ صحابۂ کرام تعظیمِ سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہم سے زیادہ تھے بلکہ شاید ابھی منکرین کو خبر نہیں کہ علمائے دین نے روضۂ منورہ کے حضور خاص ہیأت نماز قائم کرنے کا حکم دیا تو منکر کو اس قید کا اضافہ بھی کام نہ آیا بلکہ گناہ بے لذت ٹھہرا۔ لباب و شرح لباب کی عبارت عنقریب مذکور ہوگی بالفعل اختیار شرح مختار و فتاوٰی عالمگیریہ کی تصریح لیجئے فرماتے ہیں:

یتوجہ الی قبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویقف کما یقف فی الصلوۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البھیۃ اھ[2] ملتقطا۔

یعنی قبر شریف سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف توجہ کرے اور یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارک کا تصور باندھے۔ اھ ملتقطا۔

اے عزیز! اصل کار یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے ولہذا بکثرت احادیث میں استاذ و شاگرد و علما و عام مسلمین کے لئے تواضع کا حکم ہوا جنھیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے طبرانی معجم اوسط اور ابن عدی کامل میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ۔[3]

علم سیکھو اور علم کے لئے سکون و مہابت (وقار) سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو۔

---

[1] القرآن ۴۸/ ۸ و ۹

[2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب المناسک مطلب زیارۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۶۵

[3] الکامل فی ضعفاء الرجال من اسمہ عباد عباد بن کثیر ثقفی بصری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۶۴۲

ف: محبوبانِ خدا (مثلاً انبیاء، اولیاء، علما، استاد اور شاگرد کہ وہ اللہ کے نبی، یہ اللہ کے ولی۔ وہ دینِ الٰہی کے قیم ہیں اور ملتِ الٰہیہ پر قائم) کی تواضع اور تعظیم کرنا درحقیقت خدا ہی کی تواضع اور تعظیم کرنا ہے ورنہ محض کسی دُنیا دار یا کافر کی تعظیم جائز نہیں۔ نذیر احمد

اور خطیب نے کتاب الجامع لآداب الراوی والسامع میں اُن سے یُوں روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولا تکونوا جبابرة العلماء فیغلب جهلکم علمکم[1]

جس سے علم سیکھتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو اور جسے علم سکھاتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو اور متکبر عالم نہ ہو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہو جائے۔

بااینہمہ علما نے تصریح فرمائی کہ غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے، فتاوٰی ہندیہ میں ہے: التواضع لغیر اللہ حرام کذا فی الملتقط[2] (غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے جیسا کہ ملتقط میں ہے۔ ت) تو بات وہی ہے کہ انبیاء واولیاء ومسلمین کے واسطے تواضع اس لئے ہے کہ وُہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں وہ دینِ الٰہی کے قیم ہیں یہ ملتِ الٰہیہ پر قائم ہیں تو علتِ تواضع جب وہ نسبت ہے جو انھیں بارگاہِ الٰہی میں حاصل تو یہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی[عہ] کے لئے ہوئی جیسے

یہ فائدہ ضرور ملاحظہ ہو عــہ عجیب تر بشنو (نہایت عجیب بات سُن۔ ت) مرزا مظہر جانجاناں صاحب اپنے ملفوظات[3] میں فرماتے ہیں:

ایشاں بجناب پیر خود نوشتند کہ محبت شما بر محبت خدا و رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غالب ست موجب انفعال میشود در جواب برنگاشتند کہ محبت پیر ہمیں محبتِ خدا و رسول ست و سبب جذب کمالات الٰہیہ کہ در باطن پیر ثابت ست می شود

چوں دیدۂ عقل آمد احول
معبود تو سری ست اول

انھوں نے اپنے پیر کی خدمت میں لکھا کہ آپ کی محبت اللہ تعالٰی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت پر غالب ہے جو کہ فیضیاب ہونے کا سبب ہے، پیر صاحب نے جواب میں لکھا کہ پیر کی محبت بھی اللہ تعالٰی اور رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی ہی کی محبت ہے جو کہ پیر کے باطن میں ثابت شدہ اللہ تعالٰی کے کمالات کو جذب کرنے کا باعث ہے۔

انتہی بلفظہ ۱۲ منہ (م)

---

[1] الجامع لاخلاق الراوی باب ذکر ماینبغی للراوی والسامع دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۹۱
الکامل فی ضعفاء الرجال من اسمہ عباد عباد بن کثیر ثقفی بصری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۶۴۳

[2] فتاوی ہندیہ الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک الخ " نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۸

[3] ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مجتبائی دہلی ص ۱۸۲

صحابۂ کرام واہل بیت عظام کی تعظیم ومحبت بعینہٖ محبت وتعظیم سید عالم ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

کما نص علیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی غیر ما حدیث ونحن فی غنی عن سردها ههنا فما هی شوارد بل معلومة الموارد۔

جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر تصریح فرمائی، ایسی بہت سی احادیث ہیں ہمیں ان کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، وہ احادیث اجنبی نہیں ہیں ان کا مورد سب کو معلوم ہے۔ (ت)

تواضع لغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذًا باللہ کسی کافر یا دنیادار غنی کے لئے اس کے سبب تواضع ہو کہ یہاں وُہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں، اے عزیز! کیا وہ احادیث کثیرہ بشیرہ جن میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے خشوع وخضوع بجالانا مذکور، اس درجۂ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو اُن کے جمیع واستیعاب سے غنا ہو، ابوداؤد ونسائی ترمذی، ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال اتیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابه حوله کأنّ علٰی رؤسهم الطیر[۱]۔

فرمایا میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہُوا، حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آبیٹھیں، اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا!

ہند بن ابی ہالہ وصاف النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورضی عنہ کی حدیث حلیۂ اقدس میں ہے:

اذا تکلم اطرق جلساؤه کأنّ علٰی رؤسهم الطیر[۲]۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضرانِ مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں ؎

عجب ست با وجودت کہ وجود من بماند   تو بگفتن اندر آئی ومرا سخن بماند

(تعجب ہے کہ تیرے وجود سے میرا وجود باقی ہے تیری گفتگو نافذ ہے اور میری بات باقی ہے)

مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں لکھتے ہیں:

یکے از مشایخ گوید کہ من وشیخ علی ہیتی در مدرسہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بودیم کہ یکے از اکابر بغداد پیش آمد و

ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں اور شیخ علی ہیتی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مدرسہ میں تھے کہ راستے میں بغداد کے

---

[۱] سنن ابوداؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۸۳
مسند احمد بن حنبل حدیث اسامہ بن شریک " دارالفکر بیروت ۴/ ۲۷۸
[۲] المعجم الکبیر حدیث ہند بن ابی ہالہ ۴۱۴ " مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۲/ ۱۵۸

گفت یا سیدی قال جدك رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من دعی فلیجب وھا انا ادعوك الی منزلی گفت اگر مرا اذن کنند بیایم زمانے سر در پیش انداخت پس گفت مے آیم وبراستر سوار شد شیخ علی ہیتی رکاب راست وی گرفت ومن رکاب چپ تا بسرائے آں شخص رسیدیم ہمہ مشایخ بغداد وعلما واعیان آنجا بودند سماطے برکشیدند بروی انواع نعمتہا وسلّہ بزرگ سرپوشیدہ دو کس برداشتہ پیش آوردند ودر آخر سماط نہادند بعد ازاں آں شخص کہ صاحب دعوت بود گفت الصلا وشیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ سر در پیش افگندہ بود ہیچ نخورد واذن نیز نداد وہیچکس ہم نخورد واھل المجلس کأنّ علی رؤسھم الطیر ھیبتہ[1]

ایک بزرگ تشریف لائے اور انھوں نے عرض کی اے آقا (غوث اعظم) آپ کے جدِامجد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دعوت دے اس کی دعوت قبول کی جائے، تو میں آپ کو اپنے گھر کے لئے دعوت دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا، یہ فرماکر آپ نے کچھ دیر سرِمبارک کو جھکایا پھر فرمایا میں آرہا ہوں آپ گھوڑے پر سوار ہوئے شیخ علی ہیتی نے دایاں رکاب اور میں نے بایاں رکاب پکڑا، حتی کہ ہم سب اس شیخ کے گھر پہنچے تو وہاں پر بغداد کے مشائخ اور علما اور خاص لوگ موجود تھے دسترخوان بچھایا گیا جس پر مختلف قسم کی نعمتیں موجود تھیں اور ایک بھاری بوجھل تابوت کو دس آدمی اٹھائے ہوئے لائے جو اوپر سے ڈھانپا ہوا تھا وہ دسترخوان کے قریب ایک طرف رکھ دیا گیا، اس کے بعد صاحبِ خانہ شیخ نے کھانا کھانے کو کہا تو حضرتِ غوثِ اعظم نے سرِمبارک جھکایا نہ خود کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی ہمیں کھانے کی اجازت دی، اور کسی نے بھی نہ کھایا جبکہ تمام اہلِ مجلس ایسے خاموش سر جھکائے ہوئے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ (ت)

یعنی اہلِ مجلس کہ تمام اولیاء وعلماء وعمائدِ بغداد تھے ہیبتِ سرکارِ قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ مقصود اسی قدر تھا مگر ایسی جانفزا بات کا ناتمام رہنا دل کو نہیں بھاتا لہذا تفریحِ قلوبِ سنّت وغیظِ صدورِ بدعت کے لئے تتمۂ روایت نقل کروں، فرماتے ہیں:

شیخ رضی اللہ تعالٰی بمن وشیخ علی ہیتی اشارتی کرد کہ آں سلّہ را پیش آرید برخاستیم وآں را پیش برداشتیم وبس گراں بود در پیش شیخ نہادیم فرمود تا سر آنرا بکشادیم دیدیم کہ فرزند آں شخص بود نابینائے مادرزاد

حضرت نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ فرمایا کہ اس تابوت کو میرے سامنے لاؤ، وہ بھاری تابوت ہم نے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا اس پر سے کپڑا ہٹاؤ، جب ہم نے دیکھا وہ اس شخص کا

---

[1] نفحات الانس حالات شیخ ابوعمرو صریفینی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی ایران ص ۵۲۰

برجائے ماندہ و مجذوم و مفلوج گشتہ شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ وی را گفت قم باذن اللہ معافی آں کودک برخاست دواں و بینا و براں ہیچ آفتے نے فریاد از حاضراں برخاست شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ در انبوہ مردم بیروں آمد و ہیچ نخورد پیش شیخ ابوسعید قیلوی رفتم و آں قصہ باوے بگفتم گفت شیخ عبدالقادر یبرئ الاکمہ والابرص ویحیی الموتی باذن اللہ عزوجل ست انتہی۔[1]

لڑکا تھا جو مادر زاد نابینا اور مفلوج تھا تو حضرت نے اس لڑکے کو حکماً فرمایا قم باذن اللہ معافی (اللہ کے حکم سے کھڑے ہوجاؤ عافیت والے ہوکر) وہ لڑکا فوراً تندرست حالت میں کھڑا ہوگیا جیسا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اس کے بعد حضرت حاضرین میں سے اُٹھ کر پُوری جماعت کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد میں شیخ ابوسعید قیلوی کے پاس گیا اور ان کو میں نے یہ تمام قصہ سنایا تو انھوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست اور مُردے کو زندہ اللہ کے اذن سے کرتے ہیں۔ (ت)

؎

قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی
مردہ را جانے دہی و درد را درماں کنی
(اے قدرت والے تجھے قدرت ہے جو چاہے تو کرے، مُردہ کو جان دیتا ہے اور درد کو
آرام دیتا ہے)

امام ابوابراہیم تجیبی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کتاب الشفاء میں ہے:

واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او ذکر عندہ ان یخضع و یخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویأخذ فی ھیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لوکان بین یدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویتأدب بما ادبنا اللہ تعالٰی بہ۔[2]

ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر آئے خضوع وخشوع بجالائے اور باوقار ہوجائے اور اعضاء کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لئے اُس ہیبت وتعظیم کی حالت پر ہوجائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے رُوبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالٰی نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

---

[1] نفحات الانس حالات ابوعمرو صریفینی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی ایران ص ۵۲۰
[2] کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲/ ۳۴

امام علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں :

یفرض ذلک ویلاحظہ ویتمثلہ فکانہ عندہ[1]

یعنی یادِ حضور کے وقت یہ قرار دے کر میں حضور اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہوں ۔

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفا شریف میں امام تجیبی کا ارشاد نقل کرکے فرماتے ہیں :

وھذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالٰی عنھم[2]

ہمارے سلف صالح و ائمہ سابقین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا یہی داب وطریقہ تھا ۔

اور فرماتے ہیں :

کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتغیر لونہ وینحنی[3]

امام مالک رحمہ اللہ تعالٰی جب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ اُن کا بدل جاتا اور جھک جاتے ۔

نسیم میں ہے : لشدۃ خشوعہ[4] یہ جھک جانا بسبب شدت خشوع تھا ۔ شفا شریف وغیرہ تصانیف علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں : ؎

ینادی ضارعا لخضوع قلب   وذل وابتہال والتجاء
رسول اللہ یا خیر البرایا   نوالک ابتغی یوم القضاء[5]

(حاجتمندی ، دل کی عاجزی ، انکساری ، تضرع اور التجاء کے ساتھ رسول اللہ کو ندا کرے اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات ! میں آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں)

دیکھو صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ندا اور حضور سے عرضِ حاجت کرے تو تضرع و خضوعِ قلب و تذلّل و الحاح و زاری سب کچھ بجالائے ۔ میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہئے مگر آپ کے ان شرک فروشوں کی دوا کون کرے ، غرض اس مطلب نفیس میں کلماتِ علماء کا استیعاب کیجئے تو دفتر چاہئے لہذا

---

[1] نسیم الریاض شرح شفاء   فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۳۹۶

[2] کتاب الشفاء   "   "   "   "   "   "   مطبوعہ مطبعہ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲/ ۳۲

[3] "   "   "   "   "   "   "   "   "   "   "   ۲/ ۳۶

[4] نسیم الریاض شرح شفاء   "   "   "   "   "   "   دارالفکر بیروت ۳/ ۳۹۹

[5] شرح قصیدہ ہمزیہ شاہ ولی اللہ   فصل ششم   مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی   ص ۳۳

میں یہاں منسک متوسط اور اُس کی شرح مسلک متقسط کی ایک نفیس عبارت کہ بہت فوائد جلیلہ پر مشتمل تلخیصاً اور ذکر کرتا ہوں مولٰنا رحمۃ اللہ سندی متن اور فاضل علی قاری شرح میں فرماتے ہیں ؛

فاذا فرغ من ذلك قصد التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شئ من امور الدنیا، واقبل بكليته لما هو بصدده ليصلح قلبه للاستمداد منه صلى الله تعالٰی علیه وسلم، وليلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلى الله تعالٰی علیه وسلم وعطفه ورأفته (اى شدة رحمته على سائر العباد) ان يسامحه فيما عجز عن ازالته من قلبه، ثم توجه (اى بالقلب والقالب) مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح (من الحركات) فارغ القلب (عمن سوى مقصوده ومرامه) واضعا يمينه على شماله (تأدبا فى حال اجلاله) مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة ناظرا الى الارض متمثلا صورته الكريمة فى خيالك مستشعرا بانه صلى الله تعالٰی علیه وسلم عالم بحضورك وقيامك وسلامك (بل بجميع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) مستحضرا عظمته وجلالته وشرفه وقدره صلى الله تعالٰی علیه وسلم ثم قال من غير رفع صوت (لقوله تعالٰی ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله الاية)

یعنی جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالاتِ دنیویہ سے فارغ کرکے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہوجائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو با اینہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اُس کی معافی کے لئے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کمال مغفرت ومہربانی ورافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدّتِ رحمت سے مدد مانگے پھر دل وبدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہہ شریف میں حاضر ہو تواضع وخضوع وخشوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت واحتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہُوئے ادب وتعظیم حضور کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف مُنہ اور قبلے کو پیٹھ کرے نگاہ زمین پر جائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار رہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل بمنزل کے قیام وارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت وجلال وشرف ومنزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالٰی ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سُنانے کی سنّت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضورِ قلب وشرم وحیا

ولا اخفاء (ای بالمرۃ لفوت الاسماع الذی هو السنۃ وان کان لا یخفی شیٔ علی الحضرۃ) بحضور (قلب واستحیاء) السلام علیك ایّها النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ[1] ثم یقول یارسول اللّٰہ اسألك الشفاعۃ ثلثا (لانہ اقل مراتب الالحاح لتحصیل المنال فی مقام الدعاء والسؤال)[2]

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی قاضی حاجاتنا و معطی مراداتنا سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

کے ساتھ عرض کرے السلام علیك ایہا النبی و رحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ پھر کہے یارسول اللّٰہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یارسول اللّٰہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یارسول اللّٰہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، تین بار اس لئے کہے کہ یہ دعا وسوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنٰی مرتبہ الحاح کا ہے۔ (م)

اللّٰہ تعالٰی ہمارے حاجت روا اور مرادوں کو پورا کرنے والے ہمارے آقا ومولٰی محمد اور آپ کی آل وصحابہ کرام سب پر رحمت نازل فرمائے۔ (ت)

اِن احادیث وروایات وکلمات طیبات سے کالشمس فی وسط السماء روشن وآشکار ہوگیا کہ ہنگام توسّل محبوبانِ خدا کی طرف منہ کرنا چاہئے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو، اور دل کو ان کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این وآں خاطر سے محو ہوجائے اور ان کے لئے خضوع وخشوع محمود ومشروع، اور اس میں اُن کا زمانۂ وفات ظاہری وحضور مرقد وذکر مجرد سب برابر ہے اور ان کے سوا عبارات اخیرہ سے جو اور فوائد جمیلہ وعوائد جلیلہ حاصل ہوئے بیان سے غنی ہیں والحمد للّٰہ رب العٰلمین پس زید منکر نے کہ توجہ قلب وخشوع وہیأتِ نماز وغیرہ کی قیدیں بڑھا کر گمان کیا تھا کہ اب اُسے اثبات عدمِ جواز کی طرف راہ آسان ہوگی۔ بحمد اللّٰہ ثابت ہوا کہ اُس کا محض خیال ہی خیال تھا واللّٰہ یحق الحق بکلمتہ ولوکرہ المجرمون[3] (اور اللّٰہ تعالٰی حق کو اپنے کلمے سے ثابت فرماتا ہے اگرچہ باطل والے ناپسند کریں۔ ت) فقیر حیران ہے کہ اس نماز مبارک میں اول تو صلٰوۃ مفروضہ کے بعد قبلے سے انحراف کہاں، اور ہو بھی تو اس میں کیا گناہ ہے، ہر نمازِ مفروضہ کے بعد امام کو قبلے سے انحراف سنتِ معلومہ ہے، پھر اسے ممانعت میں کیا مداخلت، ہاں جو کچھ غیظ وغضب کرنا ہو تعیینِ سمت پر کیجئے اور اس کا جواب مرزا مظہر جانجاناں شہید سے لیجئے جنھیں شاہ ولی اللّٰہ دہلوی اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ، قیم طریقہ احمدیہ، داعیِ سنّت

---

[1] مسلك متقسط شرح منسك متوسط مع ارشاد الساری، فصل ولو توجہ الی الزیارۃ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ٣٣٦

[2] " " " " " " " " " " " ص ٣٣٩

[3] القرآن ١٠/ ٨٢

نبویہ، متحلی با نواع فضائل و فواضل لکھتے ہیں اور حاشیہ مکتوبات پر شاہ صاحب مذکور سے مرزا صاحب موصوف کی نسبت منقول:

انچہ قدر ایشاں ما مردم میدانیم شما چہ دانید احوال مردم ہند بر ما مخفی نیست کہ خود مولد و منشاء فقیر ست و بلاد عرب را نیز دیدہ ایم و سیر نمودہ، و احوال مردم ولایت از ثقات آنجا شنیدہ ایم و تحقیق کردہ عزیزے کہ بر جادۂ شریعت و طریقت و اتباعِ کتاب و سنت ہمچنیں استوار و مستقیم باشد و در ارشاد طالبان شان عظیم و نفسے قوی دارد و دریں جزو زمان مثل ایشاں در بلاد مذکور یافتہ نمی شود مگر در گزشتگان بلکہ در ہر جزو زمان وجود ایں چنیں عزیزاں کمتر بودہ است چہ جائے ایں زماں کہ پر فتنہ و فساد ست انتہی[1]

ان کی جو قدر ہم جانتے ہیں تم کیا جانو، ہندوستان کے لوگوں کے احوال ہم سے مخفی نہیں کیونکہ ہندوستان فقیر کا جائے پیدائش و پرورش ہے اور عرب بھی میں نے دیکھا ہے اور اس کی سیر کی ہے اور ولایت کے لوگوں کے احوال بھی سُنے ہیں، تحقیق کی ہے کہ ان صاحب عزت، جو کہ شریعت و طریقت کے مرتبہ پر فائز ہیں اور کتاب و سنت پر عمل پیرا ہیں اور طالب حضرات کی رہنمائی میں عظمت اور مضبوطی رکھتے ہیں، جیسا بلادِ مذکورہ میں فی زمانہ کوئی نہیں ہے گزشتہ لوگوں (اسلاف) میں ہوسکتا ہے، بلکہ ہر دور میں ان جیسے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں اس پُرفتن زمانہ کی بات ہی کیا ہے اھ (ت)

یہی جناب مرزا صاحب اپنے مکتوبات میں ایک مرید رشید کو (جن کی بی بی کی نسبت فرمایا، تخمے پاک در خاک آں عفیفہ کاشتہ ایم بر وقت مقدر سرسبز خواہد شد (ہم نے اس پاکیزہ کی مٹی میں ایک پاک بیج کاشت کیا ہے جو مقررہ وقت پر سرسبز ہوگا۔ ت) تحریر فرماتے ہیں:

انچہ از قصد خود و مردم خانہ بجانب شاہجہان آباد نوشتہ اند لبشرطِ امن مبارک ست و تا رسیدن شما فقیر ان شاء اللہ تعالٰی بعد نماز یک دو گھڑی روز بر آمدہ پیش از حلقہ یا بعد آں بجانب آں مستورۂ شما متوجہ خواہد شد باید کہ ہر روز منتظر و متوقع فیض رو بایں طرف کردہ بعد نماز صبح بنشیند کہ محبت ایں عفیفہ کہ فرزند ماست در دل فقیر تاثیر کردہ است[2] الخ

میں نے اور گھر والوں نے شاہجہان آباد کی طرف جو خط لکھا ہے وہ لبشرطِ امن مبارک ہے اور تمھارے پہنچنے تک ان شاء اللہ فقیر روزانہ ایک دو گھڑی حلقہ ذکر سے قبل یا بعد باہر آکر آپ کی مستورہ بیوی کی طرف توجہ کرتا ہے ہوسکتا ہے تو روزانہ فیض کا متوقع ہو کر اس طرف منہ کرکے صبح کی نماز کے بعد بیٹھا کرو تاکہ اس پاکیزہ کی جو میری بیٹی ہے کی محبت کی تاثیر اس فقیر کے دل پر ہو۔ الخ (ت)

---

[1] حاشیہ مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی از مجموعہ کلمات طیبات فصل چہارم "مکاتیب شاہ ولی اللہ" مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۵۸

[2] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب سی و ہفتم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۷

دُوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں :

جانِ من سلامت باشی دریں مدت مفارقت دو رقعہ شما رسیدہ وحرزِ جاں گردید باید دید کہ انتظار با ماچہ میکند، ہر صبح بعد نماز متوجہ بفقیر بنشینید بے ناغہ توجہ می دہم از کسی توجہ نگیرید زیادہ عمر و مزۂ عمر باد انتہٰی ملخصا[1]

میری جان! سلامت رہو، اس جدائی کی مدت میں تمھارے دُو رقعے ملے ہیں جو حرزِ جاں ہیں، غور کرو کہ ہمارا انتظار کیا اثر کرتا ہے روزانہ صبح کی نماز کے بعد مجھ فقیر کی طرف منہ کرکے بیٹھا کرو اور ناغہ نہ کرو، میں خود توجہ کیا کروں گا کسی دوسرے کی توجہ کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ عمر زیادہ اور عمر کا مزہ بھی پاؤ گے اھ ملخصاً

انھیں مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے :

نسبت ما بجناب امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ مے رسد و فقیر را نیازے خاص بآنجناب ثابت ست در وقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود و سبب حصول شفا میگردد[2] الخ۔

میرا خاص تعلق حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے قائم ہے اور فقیر کو آپ سے خاص نیاز حاصل رہے، فقیر جسمانی عارضہ کے وقت آپ کی طرف توجہ کرتا اور شفا پاتا ہے الخ (ت)

شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب شرح رباعیات میں اپنی یہ رباعی لکھی : ؎

آنانکہ ز او ناس بہمی جستند
بالجتہ انوار قدم پیوستند
فیض قدس از ہمت ایشاں میجو
دروازۂ فیضِ قدس ایشاں ہستند[3]

(وُہ ذات جس سے لوگ بھلائی چاہتے ہیں اور ان کے قدم کے انوار لباس بناتے ہیں ان کی توجہ سے مقدس فیض کی خواہش کر کیونکہ وُہ فیض قدس کا دروازہ ہیں)

پھر اس کی شرح میں لکھا :

یعنی توجہ بارواح طیبہ مشایخ در تہذیب روح و سر نفع بلیغ دارد[4]

یعنی مشائخ کی ارواحِ طیبہ روح اور سر کی صفائی میں انتہائی مفید ہیں (ت)

---

[1] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب چہل و دوم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۹

[2] ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات ″ ″ ″ ″ ص ۷۸

[3] مکتوبات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب بست و دوم در شرح رباعیات ″ ″ ″ ص ۱۹۴

[4] شرح رباعیات شاہ ولی اللہ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

انھیں شاہ صاحب نے ہمعات میں حدیثِ نفس کا یُوں علاج بتایا :

بارواحِ طیبہ مشائخ متوجہ شد، و برائے ایشاں فاتحہ خواند یا بزیارت قبرِ ایشاں رود و ازانجا انجذاب دریوزہ کند[1]

مشائخ کی ارواح کی طرف متوجہ ہو اور ان کے لئے فاتحہ پڑھو اور ان کی قبروں کی زیارت کے لئے جاؤ اور وہاں سے فیض حاصل کرو۔ (ت)

تنبیہ : امام علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں :

لم یزل العلماء وذووا الحاجات یزورون قبر الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ویتوسلون عندہ فی قضاء حوائجھم و یرون نجح ذلک، منھم الامام الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فانہ جاء عنہ انہ قال انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجیئ الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسألت اللہ تعالٰی عندہ فتقضی سریعًا[2]۔

یعنی ہمیشہ سے علما و اہلِ حاجت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہِ الٰہی میں اُن سے توسّل کرتے اور اس سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں اُن میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ فرماتے ہیں میں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تبرک کرتا اور اُن کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا اور ان کی قبر کی طرف آکر خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ یہاں نکاتِ غامضہ ہیں کہ اُن پر مطلع نہیں ہوتے مگر توفیق والے، جب معلوم ہولیا کہ حق جل وعلا عزمجدہ کی طرف اُس کے محبوبوں سے توسل محمود و مقصود و سنت ماثورہ و طریقۂ ماموِرہ اور ہنگامِ توسل اُن کی جانب توجہ درکار یہاں تک کہ جب خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پُوچھا : دُعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزارِ مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف ؟ فرمایا :

ولم تصرف وجھک عنہ وھو وسیلتک

کیوں اپنا مُنہ اُن سے پھیرتا ہے وُہ قیامت کو تیرا

---

[1] ہمعات ہمعہ ۸ مطبوعہ اکادیمیہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدر آباد ص ۳۴

[2] الخیرات الحسان الفصل الخامس والثلاثون فی تادب الائمۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۹

و وسيلة ابيك آدم عليه الصلوة و السلام الى الله تعالى يوم القيمة بل استقبله واستشفع به فيشفعك الله تعالى[1] اخرجه الامام القاضی عياض فی الشفاء وغيره فی غيره ۔

اور تیرے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ اُنھیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

اور سوالِ حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ[2] (صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ ت) پھر کامل اکسیر یہ ہے کہ کسی محبوبِ خدا کے قریب جائیے اسی طرف حق جل وعلا نے قرآن عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما[3]○

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوکر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول اُن کیلئے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سبحان اللہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گنہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہوکر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیماً وحدیثاً علماء وصلحا اس آیہ کریمہ کو زمانہ حیات و وفاتِ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کئے اور اوقاتِ زیارت میں یہی آیہ کریمہ تلاوت کرکے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے اس مضمون کی بہت روایات وحکایات مواہب لدنیہ و منح محمدیہ و مدارج النبوۃ و جذب القلوب الٰی دیار المحبوب وخلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفٰے وغیرہا تصانیف علما میں مذکور ومشہور بعض اُن سے حضرت مقدام المحققین حضرت والد قدس سرہ الماجد نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں ذکر کرکے اس مسئلے کا اثبات فرمایا من شاء فلیتشرف بمطالعتہ (جو چاہے اس کے مطالعہ سے مشرف ہو۔ ت) اسی طرح بہت علمائے مصنفان مناسک باب

---

[1] کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ شرکۃ صحافیۃ فی بلاد عثمانیۃ ۲/ ۳۵
نسیم الریاض شرح شفاء " " " " " " دار الفکر بیروت ۳/ ۳۹۸

[2] القرآن ۲/ ۱۵۳

[3] القرآن ۴/ ۶۴

زیارت شریفۂ مدینہ طیبہ میں وقت حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ محبوبانِ خدا کی طرف جانا اور بعد وصال اُن کی قبور کی طرف چلنا دونوں یکساں جیسا کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سیدنا امام ابوحنیفہ کے مزار فائض الانوار کے ساتھ کیا کرتے، اب یہ کہ گدائے سرکار قادریہ اُس آستان فیض نشان سے دُور و مہجور ہے گو بعد نماز مزار اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اُس سمت چل کر اُن چلنے والوں کی شکل بناتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث حسن میں فرمایا:

من تشبہ بقوم فھو منھم[1]۔ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن وان کان طریق ابی داود عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما لیس بذلک۔

جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اُنھیں سے ہے۔ اس کی تخریج طبرانی نے اوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کی ہے یہ سند جید ہے اگرچہ ابوداؤد کے طریق پر ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی قوی نہیں ہے۔ (ت)

ثانیاً توسل میں توجہ باطن ضرور اور ظاہر عنوانِ باطن، لہذا یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالتِ قالب حالتِ قلب پر شاہد ہو جس طرح سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے استسقا میں قلب ردا فرمایا کہ قلب لباس قلب احوال وکشف بأس کی خبر دے، شاہ ولی اللہ نے قول الجمیل میں قضائے حاجت کے لئے صلوٰۃ کن فیکون کی ترکیب لکھی جس کے آخر میں ہے کہ پھر پگڑی اتارے آستین گلے میں ڈالے پچاس بار دعا کرے ضرور مستجاب ہوگی[2]۔ اس پر اُن کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں: "بعض ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا، حالانکہ ادعیہ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں، ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب ردا یعنی چادر کا اُلٹنا پلٹنا نمازِ استسقاء میں رسول علیہ السلام سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جائے تو اس طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے واسطے حصولِ شعار گردشِ حال کے یا مقصود کے کیونکر نا جائز ہوگا[3]۔" انتھی مترجما بترجمۃ المولوی خرم علی البلھوری فی شفاء العلیل ترجمۃ القول الجمیل۔ میں کہتا ہوں جب آستین گلے میں باندھنا باآنکہ طرق ماثورہ میں وارد نہیں اس وجہ سے کہ اس میں تضرع مخفی کا اظہار شدید ہے اگرچہ نفس

---

[1] مسند احمد بن حنبل مروی از عبداللہ ابن عمر مطبوعہ دارالفکر بیروت ۲/ ۵۰ و ۹۲
مجمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط کتاب الزھد ؍؍ دارالکتاب العربیہ بیروت ۱۰/ ۲۷۱
[2] القول الجمیل مترجم اردو پانچویں فصل صلوٰۃ کن فیکون ؍؍ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۳
[3] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ص ۷۴

اظہار گڑ گڑانے کی صورت سے حاصل تھا جائز ٹھہرا تو یہ چند قدم جانب عراق محترم چلنا اس وجہ سے کہ اس میں توجہ مخفی کا اظہار قوی ہے کیونکر ناجائز ہوگا۔

ثالثًا ظاہر مصلح خاطر ولہٰذا جس امر میں جمع عزیمت و صدق ارادت کا اہتمام چاہتے ہیں وہاں اس کے مناسب احوال و جوارح رکھے جاتے ہیں کہ ان کی مدد سے خاطر جمع اور انتشار دفع ہو اسی لئے نماز میں تلفظ بنیت قصد جمع عزیمت علماء نے مستحسن رکھا کما فی المبسوط والھدایۃ والکافی والحلیۃ وغیرھا (جیسا کہ مبسوط، ہدایہ، کافی اور حلیہ وغیرہ میں ہے۔ ت) شاہ ولی اللہ حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں:

من جبلۃ الانسان انہ اذا استقر فی قلبہ شیئ جری حسب ذٰلک الارکان واللسان وھو قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم "ان فی جسد ابن اٰدم مضغۃ" الحدیث فعل اللسان والارکان اقرب مظنۃ وخلیفۃ لفعل القلب۔[1]

انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی چیز اس کے دل میں جم جاتی ہے تو اعضاء اور زبان اسی کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد مبارک کا کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے الحدیث، پس زبان اور اعضاء کی حرکت دل کے فعل کے تابع ہوتی ہے۔ (ت)

اور یہی سِر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین اور تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ مقرر ہوا۔ شاہ ولی اللہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

الھیأۃ المندوبۃ ترجع الی معان، منھا تحقیق الخضوع کصف القدمین، ومنھا محاکاۃ ذکر اللہ تعالٰی باصابعہ ویدہ حذو ما یعقلہ بجنانہ کرفع الیدین والاشارۃ بالمسبحۃ لیکون بعض الامر معاضدًا لبعض[2] اھ ملخصا

مستحب حالت کئی معانی کی طرف راجع ہے، ایک خشوع کا پایا جانا، جیسے قدموں کا برابر ہونا، اور ایک اللہ کے ذکر کی حکایت ہاتھ اور انگلیوں سے کرنا تاکہ دل میں جو کچھ ہے اس کی مطابقت ہوسکے، جیسے ہاتھ اٹھانا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا جس سے بعض افعال کی بعض سے تقویت ہوتی ہے اھ ملخصا (ت)

اور اسی قبیل سے ہے دعا میں ہاتھ اٹھانا چہرے پر پھیرنا، شاہ ولی اللہ تصریح کرتے ہیں کہ یہ افعال رغبت باطنی کی تصویر بنانے کو ہیں کہ قلب اس پر خوب متنبہ ہوجائے اور حالت قلب ہیأت سے تائید پائے۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ الامور التی لابد منہا فی الصلوٰۃ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۲/ ۵

[2] " " اذکار الصلوٰۃ وہیاتہا المندوب الیہا " " " " " ۲/ ۷

کتاب مذکور میں ہے :

امارفع الیدین ومسح الوجہ بھما فتصویر للرغبۃ ومظاھرۃ بین الھیأۃ النفسانیۃ ومایناسبھا من الھیأۃ البدنیۃ وتنبیہ للنفس علی تلک الحالۃ۔[1]

اور ہاتھ اٹھانا اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا یہ اپنی دُعا میں رغبت کا اظہار ہے اور ہیئت نفسانیہ کی تصویر اور ہیئت بدنیہ کی مناسبت ہے اور نفس کو اپنی حالت پر تنبیہ ہے۔ (ت)

بعینہٖ یہی حالت اس چلنے کی ہے کہ رغبت باطنی کی پُوری تصویر بتاتا اور قلب کو انجذابِ تام پر متنبہ کرتا ہے جیسا کہ اس عمل شریف کے بجالانے والوں پر روشن، گومنکر محروم بیخبر باش ع

ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نچشی

(اس شراب کا مزہ تُو اسے چکھے بغیر نہ پا سکے گا)

رابعًا سنّتِ نبویہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ہے کہ جہاں انسان سے کوئی تقصیر واقع ہو عمل صالح وہاں سے ہٹ کر کرے اسی لئے جب ایک بار سفر میں آخر شب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے نزول فرمایا اور آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ آفتاب چمکا حضور نے وہاں نماز نہ پڑھی اور فرمایا اس جگہ شیطان حاضر ہُوا تھا اپنے مرکبوں کو یونہی لئے چلے آؤ پھر وہاں سے تجاوز فرماکر نماز قضا کی مسلم فی صحیحہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال عرسنا مع نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلم نستیقظ حتی طلعت الشمس فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیأخذ کل رجل براس راحلتہ فان ھذا منزل حضرنا فیہ الشیطان قال ففعلنا ثم دعا بالماء فتوضأ[2] الحدیث (حدیث کا ترجمہ متنِ حدیث سے پہلے موجود ہے) یہاں بھی جب یہ محتاج دو رکعت نماز پڑھ چکا اور اب وقت وہ آیا کہ جہت توسل کی طرف منہ کرکے اللہ جل جلالہٗ سے دُعا چاہتا ہے نفس نماز میں جو قلت حضور وغیرہ قصور سرزد ہوئے یاد آئے اور سمجھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان کے دخل نے مجھ سے مناجاتِ الٰہی میں تقصیر کرادی ناچار ہٹتا ہے اور پُر ظاہر کہ جہت توجہ اس کے لئے اولٰی والیسر یمینًا وشمالًا انصراف میں ترک توجہ اور رجعت قہقری بُعد کی صورت اور اقبال نشان اقبال فکان ھو المختار۔

خامسًا خادمِ شرع جانتا ہے کہ صاحبِ شرع صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو باب دعا میں تفاؤل

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ الاذکار وما یتعلق بہا مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۲/ ۷۵

[2] صحیح مسلم باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ ؍ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۳۸

پر بہت نظر ہے اسی لئے استسقاء میں قلبِ ردا فرمایا کہ تبدلِ حال کی فال ہو

الدارقطنی بسند صحیح علی اصولنا عن الامام ابن الامام ابن الامام جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم عن ابیہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استسقی وحوّل رداءہ لیتحول القحط۔[1]

ہمارے اصول کے مطابق دارقطنی نے صحیح سند کے ساتھ امام ابن امام ابن امام جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (بارش کے لئے دعا میں) چادر مبارک الٹی تاکہ قحط ختم ہوجائے۔ (ت)

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں،

قالوا والتحویل شرع تفاؤلا بتغییر الحال من القحط الی نزول الغیث والخصب و من ضیق الحال الی سعتہ۔[2]

ائمہ کرام نے فرمایا کہ چادر الٹنا اس لئے مشروع ہے کہ قحط سے بارش کی طرف اور تنگی سے خوشحالی کی طرف حالت کو تبدیل کرنے کے لئے نیک فال بن سکے۔(ت)

اسی لئے بدخوابی کے بعد جو اس کے دفع شر کی دعا تعلیم فرمائی ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ کروٹ بدل لے تاکہ اُس حال کے بدل جانے پر فال حسن ہو

مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما مرفوعا اذا رأی احدکم الرؤیا یکرھھا فلیبصق عن یسارہ ثلثا ولیستعذ باللہ من الشیطان ثلثا ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ۔[3]

مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں جانب تھوکے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم تین مرتبہ پڑھے اور اپنی کروٹ دوسری جانب بدلے۔ (ت)

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں، تفاؤلا بتحول تلک الحال[4] (تاکہ اس سے نجات کےلئے

---

[1] سنن الدارقطنی کتاب الاستسقاء حدیث ۲ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۶۶

[2] شرح مسلم للنووی مع مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء 〃 نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۹۲

[3] صحیح مسلم کتاب الرؤیا 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/ ۲۴۱

سنن ابو داؤد باب فی الرؤیا 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/ ۶۸۵

[4] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث اذا رأی احدکم کے تحت مکتبہ امام الشافعی الریاض ۱/ ۹۷

نیک فال بن سکے۔ ت) اسی لئے ہنگامِ استسقا پشتِ دست جانبِ آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور باران آنے کی فال ہو۔

مسلم عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استسقی فاشار بظھر کفیہ الی السماء[1]

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بارش کے لئے دعا فرماتے تو ہتھیلی مبارک کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرماتے (ت)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

طیبی گفتہ ایں نیز برائے تفاول ست بقلبِ تبدل حال مثل صنیع وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در تحویل رداء اشارتست بمطلوب کہ بطن سحائب بجانب زمین گردد و بریزد انچہ در وے ست از امطار واللہ تعالٰی اعلم[2]

طیبی نے فرمایا یہ عمل بھی حالت کو تبدیل کرنے کی نیک فال کے طور پر ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چادر تبدیل کرتے تھے جس میں بادلوں کے پیٹ زمین کی طرف ہوجانے اور بادلوں سے بارش ہونے کے مطلوب کی طرف اشارہ تھا واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

اسی لئے علما نے مستحب رکھا جب دفعِ بلا کے لئے دعا ہو پشتِ دست سوئے سما ہو گویا ہاتھوں سے آتشِ فتنہ کو بجھاتا اور جوشِ بلا کو دباتا ہے۔ اشعہ میں ہے:

گفتہ اند چوں دعا برائے طلب وسوال چیزے از نعما بود مستحب است کہ گردانیدہ شود بطن کفہا بجانب آسمان وہرگاہ کہ برائے دفع ومنع فتنہ وبلا باشد پشت ہائے دست بجانب آسمان کند از برائے اطفائے نائرۂ فتنہ وبلا وپست کردن قوت حادثہ وغلبۂ آں[3]

علما نے فرمایا ہے کہ جب کسی نعمت کے حصول کے لئے دعا کی جائے تو مستحب یہ ہے کہ دعا میں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کیا جائے اور اگر کسی دفعِ شر کے لئے دعا کی جائے تو پھر ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف کیا جائے تاکہ فتنہ اور مصیبت کی شدت کم ہو اور حادثہ کی قوت وغلبہ پست ہوجائے۔ (ت)

---

[1] صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقا مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۹۳
[2] اشعۃ اللمعات 〃 〃 〃 〃 نوریہ رضویہ سکھر ۱/۶۲۳
[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

اسی لئے دُعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا مسنون ہوا کہ حصول مراد وقبول دعا کی فال ہو گویا دونوں ہاتھ خیر وبرکت سے بھر گئے اُس نے وہ برکت اعلیٰ واشرف اعضا پر اُلٹ لی کہ اس کے توسط سے سب بدن کو پہنچ جائے گی۔ ترمذی وحاکم کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطھما حتی یمسح بھما وجھہ[1]۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو چہرہ مبارک پر پھیرے بغیر ہاتھوں کو نیچے نہ کرتے۔ (ت)

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:

تفاؤلا باصابۃ المراد وحصول الامداد[2]۔

مراد کو پانے اور امداد حاصل کرنے کے لئے نیک فال کے طور پر۔ (ت)

اور حدیث حسن:

ابی داؤد عن السائب بن یزید عن ابیہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیہ مسح وجھہ بیدیہ۔

ابو داؤد نے حضرت سائب بن یزید سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تو ہاتھ اٹھاکر چہرہ مبارک پر ملتے۔ (ت)

کے نیچے لکھا:

تفاؤلا وتیمنا بان کفیہ ملئتا خیرا فافاض منہ علی وجھہ[3]۔

یہ نیک فال ہوسکے کہ ہاتھ خیر سے بھر گئے ہیں اور اس خیر کو چہرہ پر فائض فرمایا۔ (ت)

اور حدیث ابی داؤد:

بیہقی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلوا اللہ ببطون اکفکم

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ

---

[1] جامع الترمذی "الدعوات" باب ماجاء فی رفع الایدی عند الدعاء مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۷۳
المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء مسح الوجہ بالیدین مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/۵۳۶

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث کان اذا رفع یدیہ فی الدعا کے تحت مکتبہ امام الشافعی الریاض ۲/۲۵۰

[3] " " " " حدیث کان اذا دعا فرفع کے تحت " " " ۲/۲۴۹

ولاتسئلوہ بظھورھا فاذافرغتم فامسحوا بھا وجوھکم۔

نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی سے اپنے ہاتھوں کے باطن میں سوال کرو اور ہاتھوں کی پشت میں سوال نہ کرو، اور جب دُعا سے فارغ ہوجاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیرو۔ (ت)

کے تحت میں لکھا :

تفاؤلا باصابۃ المطلوب وتبرکا بایصالہ الی وجھہ الذی ھواشرف الاعضاء و منہ یسری الی بقیۃ البدن[1]

تاکہ نیک فال ہوسکے کہ مطلوب پالیا اور اس کو برکت کے لئے چہرے تک پہنچایا جوکہ اعضا میں افضل ہے اور اس سے تمام بدن میں سرایت کرے۔ (ت)

فاضل علی قاری نے حرزِ ثمین میں فرمایا :

لعل وجھہ انہ ایماء الی قبول الدعاء و تفاؤل بدفع البلاء وحصول العطاء فان اللہ سبحنہ یستحیی ان یرد یدعبد صفرا ای خالیا من الخیر فی الخلاء والملاء[2]

ہوسکتا ہے کہ یہ اس بات کا اشارہ ہو کہ دعا قبول ہوچکی ہے اور دفعِ بلا اور حصولِ عطا کے لئے نیک فال بن سکے کیونکہ اللہ تعالٰی اپنے بندے کے ہاتھوں کو خلاء اور ملاء میں خیر سے خالی لوٹانے پر حیا فرماتا ہے۔ (ت)

اسی طرح صاحبِ شرع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نائب جلیل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مقاصدِ شرع پر لحاظ فرما کر خاص اُن کے موافق یہ چلنا مقرر فرمایا کہ نفی اعراض وعطائے قربت وحصول اغراض واقبال اجابت کے لئے فالِ حسن ہو واللہ تعالٰی الموفق۔

سادساً صحیح مسلم شریف میں بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ثابت کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمتِ اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوارِ قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اس کے خوشہ ہائے انگور دستِ اقدس کے قابو میں تھے

ف : آئندہ سطور میں ہلالین کے اندر اعلٰحضرت کی اپنی عبارت ہے اور ہلالین سے باہر حدیث کی عبارت ہے۔ نذیر احمد

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث سلوا اللہ کے تحت مکتبہ امام الشافعی الریاض ۲/ ۹۰

[2] حرزِ ثمین حواشی حصن حصین مع حصن حصین آداب الدعاء افضل المطابع انڈیا ص ۱۱

اور یہ نماز صلوٰۃ الکسوف تھی۔

و ذلک قولہ (بعد ما وصف صلوۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الکسوف) ثم تأخر (یعنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) و تأخرت الصفوف خلفہ حتی انتہینا (قال مسلم وقال ابوبکر یعنی ابن ابی شیبۃ شیخہ حتی انتہی) الی النساء ثم تقدم و تقدم الناس معہ حتی قام فی مقامہ فانصرف حین انصرف وقد اضت الشمس فقال (وقص الحدیث حتی قال) ما من شیئ توعدونہ الا وقد رأیتہ فی صلٰوتی ھذہ لقد جیئ بالنار وذلکم حین رأیتمونی تأخرت (وساق الخبر الی ان قال) ثم جیئ بالجنۃ و ذلکم حین رأیتمونی تقدمت حتی قمت فی مقامی ولقد مددت یدی و انا ارید ان اتناول من ثمرہا[1] (الحدیث مختصر)

ان کا قول یہ کہ سورج گرہن کی نماز کو بیان کرتے ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں پیچھے ہٹ گئے اور آپ کے پیچھے صفیں بھی ہٹ گئیں حتی کہ ہم ہٹ گئے، مسلم نے فرمایا کہ ان کے استاد ابوبکر ابن ابی شیبہ نے فرمایا یعنی ہم عورتوں کی صف تک پیچھے ہٹ گئے، پھر حضور علیہ السلام آگے بڑھے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ آگے بڑھ گئے حتی کہ حضور علیہ السلام اپنے پہلے مقام پر کھڑے ہوئے، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہوگیا، پس انھوں نے کہا کہ راوی نے پوری حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا تمھیں جن امور کا وعدہ دیا گیا میں نے نماز میں ان سب چیزوں کو دیکھا ہے اور تحقیق میرے سامنے آگ (جہنم) پیش کیا گیا یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اور واقعہ بیان کرتے ہوئے راوی نے کہا، پھر آپ نے فرمایا میرے سامنے جنت کو پیش کیا گیا اور یہ اس وقت ہُوا جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا حتی کہ میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس خیال سے کہ میں جنت کا پھل حاصل کروں (الحدیث مختصراً)۔ (ت)

اسی طرح جب اربابِ باطن و اصحابِ مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ توسل عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں انوار و برکات و فیوض و خیرات اس جانب مبارک سے باہزاراں جوش و ہجوم پیہم آتے نظر آتے ہیں، یہ بیتابانہ ان خوشہائے انگور جنّات نور و باغات سرور کی طرف قدم شوق پر بڑھتے اور ان عزیز مہمانوں کے لئے رسم باجمال تلقی و استقبال بجالاتے ہیں سبحان اللہ کیا جائے انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات و خیرات کی طرف مسارعت کرے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الکسوف مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۹۷

ان جئتکم قاصدا اسعی علی بصری
لم اقض حقا و ای الحق ادیت

(اگر میں تمہارے قصد سے آؤں تو آنکھوں کے بل دوڑتا ہُوا آؤں، تو حق ادا نہ کرسکوں اور کونسا حق ہے جو میں نے ادا کردیا ہے)

رہے ہم عامی جن کا حصہ یہی شقشقۂ لسان و اضطراب ارکان ہے و بس نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) ہم اس امر جمیل میں اُن اہلِ بصائر کے طفیلی ہیں ؎

وللارض من کأس الکرام نصیب

(کریم حضرات کے پیالوں سے زمین کا بھی حصہ ہے)

جیسے نماز کہ اس کے اکثر افعال و احکام ان اسرار و حِکَم پر مبنی جو حقیقۃً صرف احوال سَنیّۂ اہلِ قلوب پر مبتنی پھر عوام بھی صورتِ احکام میں اُن کے مشارک مثلاً نماز نہاری میں اخفاء واجب ہوا اور لیلی میں جہر کہ لیل آیت لطف ہے اور اس کی تجلی لطیف اور نہار آیت قہری ہے اور اس کی تجلی شدید پھر تجلی جہری تجلی سری سے بہت قوی و گرم تر، لہذا التعدیل کے لئے تجلی قہری کے ساتھ ٹھنڈی تجلی رکھی گئی اور لطفی کے ساتھ گرم، جمعہ و عیدین میں باوجود نہاریت حکمِ جہر ہوا کہ بوجہ کثرتِ حاضرین اُنس حاصل اور وحشت زائل اور قلب بوجہ شہود تجلی سے قدرے ذاہل بھی ہوگا، معہذا ایک ہفتہ کی تقصیرات جمع ہو کر حجاب میں گونہ قوت پیدا کرتی ہیں تو گاہے ماہے یہ معالجہ مناسب ہُوا جو اپنی حرارت سے اُسے گلادے جیسے اطبا خطوط دقیقہ دیکھنے سے منع کرتے اور نادراً بغرض تمرین اُسے علاج سمجھتے ہیں اور کسوف میں گو جماعت کثیر اور وقفہ طویل ہے پھر بھی اخفاء ہی رہا کہ وہ وقت تخویف و تجلی جلال اور وقفہ طویل ہے جہر نہ ہوسکے گا، اسی لئے ہمارے نزدیک نماز جنازہ میں اصلاً قرأت نہیں کہ یہ ہیبت عظیم و تجلی جلالی تجلی شدید قرآنی سے جمع نہ ہو اور جو قرأت کہتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شدت برشدت بڑھ جائے گی۔ شب کو آٹھ رکعت تک ایک نیت سے جائز اور دن کو چار سے زیادہ منع کہ سنتِ الٰہیہ ہے تجلی شیئاً فشیئاً وارد کرتے اور ہر ثانی میں اول سے قوی بھیجتے ہیں تو تجلی گرمِ نہاری کے ساتھ چار سے آگے تاب نہ آئے گی اسی لئے ہر دو رکعت پر جلسۂ طویلہ کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے، اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاد واجب ہُوئی کہ لطفِ جمال سے حظ اٹھالے اور پچھلی رکعتوں میں قرأت معاف کہ تجلیات بڑھتی جائیں گی شاید دشواری ہو اور منفرد پر جہر واجب نہیں کہ بوجہ تنہائی دہشت و ہیبت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اُسے اُس کے حال و وقت پر چھوڑنا مناسب رکوع و سجود میں قرأت قرآن ممنوع ہُوئی کہ ان کی تجلی تجلی قیام سے سخت اشد دوسری تجلی شدید قرأت مل کر

افراط ہوگی نیز قعود میں[۱۴] قراءت ممنوع ہوئی کہ وہ آرام دینے کے لئے رکھا گیا تجلی قرآنی کی شدت مل کر اسے مقصود سے خالی کردے گی اسی[۱۵] لئے رکوع کے بعد قومہ کا حکم ہوا کہ اس تجلی قوی سے آرام لے کر تجلی اقوی کی طرف جائے ورنہ تاب نہ لائے گا اسی[۱۶] بنا پر بین السجدتین اطمینان سے بیٹھنا واجب کیا گیا کہ تجلی سجدۂ ثانیہ اور اشد و اعظم ہوگی اشد بر اشد کی توالی سے بنیان بشری نہ منہدم ہوجائے۔ امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان میں نقل فرماتے ہیں:

انہ وقع لبعض تلامذۃ سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ سجد فصار یضمحل حتی صار قطرۃ ماء علی وجہ الارض فاخذھا سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بقطنۃ ودفنھا فی الارض وقال سبحٰن اللہ رجع الی اصلہ بالتجلی علیہ[۱]۔

یعنی حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعض مریدوں نے سجدہ کیا جسم گھلنا شروع ہُوا یہاں تک کہ گوشت پوست ہڈی پسلی کسی شے کا نشان نہ رہا صرف ایک بُوند پانی کی زمین پر پڑی رہ گئی حضور پُرنور نے رُوئی کے پھوئے سے اٹھا کر زمین میں دفن کردی اور فرمایا سبحٰن اللہ تجلی کے سبب اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

؎ قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

(قسمت دیکھ کہ عشق کی تلوار کے مقتول نے ایسی موت کو پایا جس کے لئے زندہ لوگ دعا کی آرزو کرتے ہیں)

سابعاً دیدۂ انصاف بے غبار و صاف ہو تو احادیث صحیحہ سے اس کا بھی پتا چلتا ہے کہ جہاں جانا چاہے اُس طرف چند قدم قریب ہونا اور جہاں سے جُدائی مقصود ہو اُس سے کچھ گام دُور ہونا بھی نافع و بکار آمد ہوتا ہے جب کمالِ قُرب و بُعد میسر نہ ہو۔ طبرانی نے معجم کبیر اور حاکم نے بسندِ صحیح مستدرک میں برشرطِ شیخین ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

کل شیئ یتکلم بہ ابن اٰدم فانہ مکتوب علیہ فاذا اخطأ الخطیئۃ ثم احب ان یتوب الی اللہ عزوجل فلیأت بقعۃ

آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالٰی کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہئے بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالٰی کی طرف ہاتھ پھیلا کر

---

[۱] المیزان الکبرٰی باب صفۃ الصلٰوۃ مطبوعہ مصطفٰے البابی مصر ۱/ ۱۵۷

مرتفعۃ فلیمد یدیہ الی اللہ ثم یقول اللھم انی اتوب الیک منھا لا ارجع الیھا ابدا فانہ یغفرلہ مالم یرجع فی عملہ ذلک[۱]

کہ الٰہی! میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہُوں اب کبھی اُدھر عود نہ کروں گا۔ اللہ تعالٰی اس کے لئے مغفرت فرمادے گا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔

توبہ کے لئے بلندی پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضع معصیت سے بُعد اور محلِ طاعت و منزلِ رحمت یعنی آسمان سے قُرب حاصل ہو، جب سیّدنا موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا زمانۂ انتقال قریب آیا بَن میں تشریف رکھتے تھے اور ارضِ مقدسہ پر جبارین کا قبضہ تھا وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہُوا دعا فرمائی کہ اس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پرتاب قریب کردے۔ بخاری، مسلم، نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

ارسل ملک الموت الی موسی علیھما الصلٰوۃ والسلام (فذکر الحدیث الی ان قال) نسأل اللہ ان یدنیہ من الارض المقدسۃ رمیۃ بحجر[۲]

موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرف اللہ تعالٰی نے ملک الموت کو بھیجا، پس حدیث کو بیان کرتے یہاں تک بیان کیا کہ موسٰی علیہ السلام نے اللہ تعالٰی سے سوال کیا کہ مجھے بیت المقدس کے اتنا قریب کردے جتنا کہ پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔ (ت)

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں دُعائے موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا یُوں ترجمہ کرتے ہیں:

نزدیک گردان مرا ازان اگرچہ بمقدار یک سنگ اندازہ باشد[۳]

مجھے اس قدر نزدیک کردے اگرچہ ایک پتھر کا اندازہ ہو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ہنگامِ حاجت سردست عراق شریف کی حاضری متعذر لہذا چند قدم اس ارض مقدسہ کی طرف چلنا ہی مقرر ہوا کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ وللہ الحمد دقہ وجلّہ (جو کل حاصل نہ ہوسکے تو وہ مکمل چھوڑا بھی نہ جائے، اللہ تعالٰی ہی کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی حمد ہے۔ ت) رہی عدد یازدہ کی تخصیص، اس کی وجہ ظاہر کہ ان اللہ تعالٰی وتر یحب الوتر[۴] اللہ تعالٰی طاق ہے طاق کو

---

[۱] المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء دعا قضاء الدین مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/ ۵۱۶

[۲] صحیح بخاری باب وفاتِ موسٰی علیہ السلام الخ " قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۸۴

صحیح مسلم باب من فضائل موسٰی علیہ السلام " نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۲۶۷

[۳] اشعۃ اللمعات کتاب الفتن باب بدأ الخلق الخ " نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۴۵۳

[۴] جامع الترمذی ابواب الوتر مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۶۰

مسند احمد بن حنبل مروی از ابن عمر رضی اللہ عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۲/ ۱۰۹، ۱۵۵، ۲۵۸، ۲۶۶، ۲۷۷

دوست رکھتا ہے قالہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رواہ الامام احمد عن ابن عمر بسند صحیح والترمذی عن علی بسند حسن وابن ماجۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین (یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے، اس کو امام احمد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے سندِ حسن کے ساتھ علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابنِ ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت) اور افضل الاوتار و اول الاوتار ایک ہے مگر یہاں تکثیر مطلوب اور اس کے ساتھ تیسیر بھی ملحوظ، لہٰذا یہ عدد مختار ہوا کہ یہ افضل الاوتار کا پہلا ارتفاع ہے جو خود بھی وتر اور مشابہتِ زوج سے بھی بعید کہ سوا ایک کے اُس کے لئے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی جو زوج حاصل ہوتا ہے زوج محض ہے نہ زوج الازواج کہ اس کے دونوں حصص متساویہ خود افراد ہیں بلکہ خلو مرتبہ پر وہ بعینہٖ ایک ہے۔ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

الشرع لم یخص عدداً الا لحکم ترجع الی اصول، الاول ان الوتر عدد مبارك لا یجاوز عنه ما کان فیه کفایة، ثم الوتر علی مراتب، وتر یشبه الزوج کالتسعة والخمسة فانهما بعد اسقاط الواحد ینقسمان الی زوجین والتسعة وان لم تنقسم الی عددین متساویین فانها تنقسم الی ثلثة متساویة، وامام الاوتار الواحد وحیث اقتضت الحکمة ان یؤمر باکثر منها اختار عدداً یحصل بالترفع کالواحد یترفع الی احد عشر[1] اھ ملتقطا۔

شرع شریف میں عدد کی تخصیص صرف ایسے حکم کے لئے کی جاتی جو کئی معانی کی طرف راجع ہوتا ہے اول یہ کہ وتر ایسا مبارک عدد ہے کہ اس سے تجاوز اس وقت تک جائز نہیں جبکہ اس وتر میں کفایت موجود ہے، پھر وتر کے کئی اقسام ہیں؛ ایک وتر زوج کے مشابہ ہوتا ہے جیسا کہ نو اور پانچ کا عدد کہ یہ دونوں ایسے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک ایک کو ساقط کردیا جائے تو یہ دونوں برابر تقسیم ہوکر دو زوج بن جاتے ہیں، اور نو کا عدد خود اگرچہ دو جفت (زوج) پر تقسیم نہیں ہوتا مگر تین مساوی عددوں پر منقسم ہوتا ہے، تمام وتروں کا امام (اصل) ایک کا عدد ہے اور حکمت کا تقاضا ہو تو زیادہ عدد کا تب حکم ہوتا کہ وہ عدد بڑھ کر واحد کی طرح ہوجائے مثلاً گیارہ ہوجائے اھ ملتقطاً (ت)

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ باب اسرار الاعداد والمقادیر مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۱/ ۱۰۰

اس کے بعد فقیر گدائے سرکار قادریہ غفر اللہ لہ کل ذنب وخطیئہ نے سرکار غوثیت مدار سے اس عدد مبارک کے اختصاص پر بعض دیگر نکات جمیلہ عظیمہ جلیلہ پائے ہیں کہ بتوفیق اللہ تعالٰی رسالہ مبارکہ انہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار میں ذکر کئے یہاں اُن کا بیان زخمہ بر عود پیں گاواں

فمن شاء فلیرجع الی ذاک التحریر الانیق واللہ سبحنہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔

اگر کوئی چاہے تو اس صاف ستھری تحریر کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔ اللہ تعالٰی پاک ہے، اور مجھے توفیق ملی، جبکہ اللہ کے قبضہ میں ہی تحقیق کی لگام ہے۔ اور صلوۃ وسلام ہو ہمارے آقا محمد اور ان کی آل واصحاب سب پر۔ (ت)

بالجملہ اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محذور شرعی نہیں، اور خود کون سا طریقہ دیانت وانصاف ہے کہ جو امر حضور پُرنور محی الملۃ، مقیم السنۃ، ملاذ العلماء، معاذ العرفاء، وارث الانبیاء، ولی اللہ، منبع الارشاد، مرجع الافراد، امام الائمہ، مالک الازمہ، کاشف الغمہ، ملجأ الامہ، قطب الاعلم غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ (اللہ تعالٰی ان کی رضا کو دونوں جہان میں ہماری جان کا مرقی بنائے۔ ت) ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب اکابر انجاب قدست اسرارھم وتممت انوارھم (ان کے اسرار مقدس اور ان کے انوار تام کئے جائیں۔ ت) کہ بالیقین اعاظم علماء واجلہ کملا تھے اُسے بجالائیں اور طبقۃً فطبقۃً اولیاء وعلمائے سلسلہ عالیہ قادریہ روح ارواح اصحابھا واروی قلوبنا بناھل عبابھا (اللہ تعالٰی ان کی ارواح کو معطر فرمائے اور ہمارے دلوں کو ان کے جاری چشموں سے سیراب فرمائے۔ ت) اسے اپنا معمول بنائیں اور ثقات علماء وکبار اولیاء اپنی تصانیف میں اُسے نقل وروایت کریں اجازتیں دیں اجازتیں لیں اور منکرین مکابرین کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت وحدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دو چار عمائد دین وفقہائے معتمدین ہی سے اُس کا ردّ وانکار بے اعانت کذب واختلاق ومکابرہ وشقاق ثابت کرسکیں ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنی ہوائے نفسانی واصولِ بہتانی کی بنا پر بلحاظ اصل مذہب شرک قطعی اور فاعلون مجوزون کو معاذ اللہ مشرک جہنمی اور بخوف اہل حق تسہیل امر کو ہارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتائیے اور انکار ارشاد سید الاولیاء وتضلیل وتفسیق علماء وعرفا کا وبالِ عظیم گردن پر اٹھائیے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[1] (اور اب جان جائینگے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) اور حضرات منکرین کا یہ کہنا کہ صحابہ

---

[1] القرآن ۲۶/ ۲۲۷

تابعین سے منقول نہیں، صحابہ محبت وتعظیم میں ہم سے زیادہ تھے ثواب ہوتا تو وہی کرتے۔

اولاً وہی معمولی باتیں ہیں جن کے جواب علمائے اہلسنّت کی طرف سے ہزار ہزار بار ہو چکے جسے آفتاب روشن پر اطلاع منظور ہو اُن کی تصانیفِ شریفہ کی طرف رجوع لائے، علی الخصوص کتاب مستطاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" وکتابِ لاجواب "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام" وغیرہما تصانیف لطیفہ وتالیف منیفہ حضرت تاج المحققین سراج المدققین حامی السنن ماحی الفتن بقیۃ السلف حجۃ الخلف فرد الاماثل فخر الاکابر وارث العلم کابرًا عن کابر سیدی ووالدی حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی اعظم اللہ اجرہ ونور قبرہ وقدس سرہ ورزقنا برہ واعطاہ المسرۃ ووقاہ المضرۃ وکل معرۃ بجاہ المصطفٰی وآلہ الشرفا علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثنا اٰمین اٰمین یا اھل التقوی واھل المغفرۃ (اللہ تعالٰی ان کا اجر بڑا کرے، ان کی قبر کو منور کرے، ان کے اسرار کو مقدس بنائے، ان کی بھلائی ہمیں نصیب فرمائے اور ان کو سرور عطا فرمائے، اور ان کو ہر ضرر وتکلیف سے محفوظ فرمائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل کی وجاہت کی برکت سے علیہم الصلوٰۃ والسلام اے تقوٰی اور مغفرت والے۔ ت) اور فقیر غفر اللہ تعالٰی بھی اس بحث اور اس کے امثال کو بروجہ اجمال رسالہ "اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" ورسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" وغیرہما اپنے رسائل ومسائل میں بقدر کفایت منقح کرچکا والحمد للہ رب العٰلمین۔

ثانیاً یہاں تو ان جہالات کا کوئی محل ہی نہیں، یہ نماز ایک عمل ہے کہ قضائے حاجات کے لئے کیا جاتا ہے اور اعمالِ مشائخ میں تجدید واحداث کی ہمیشہ اجازت، شاہ ولی اللہ ہوامع میں لکھتے ہیں:

اجتہاد را در اختراع اعمال تصریفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج اطباء نسخہائے قرابادین را، این فقیر را معلوم شدہ است کہ در وقت صبح صادق تا اسفار مقابل صبح نشستن وچشم را بآں نور دوختن ویا نور را گفتن تا ہزار بار کیفیت ملکیہ را قوت میدہد واحادیث نفس رامی نشاند[1]

جاری اعمال میں اجتہاد سے اختراع کا راستہ کشادہ ہے جیسا کہ طبیب حضرات کے ہاں قرابادین کے نسخوں میں ہے اس فقیر کو معلوم ہے کہ صبح صادق تا روشنی بیٹھنا اور منہ مشرق کی طرف کرنا اور آنکھوں کو صبح کے نور پر لگانا اور یانُور ہزار بار تک پڑھنے سے قوتِ ملکیہ حاصل ہوتی ہے اور دل کی باتوں پر آگاہی ہوتی ہے۔ (ت)

---

[1] ہوامع شاہ ولی اللہ

اسی میں ہے:

چند نوع از کرامت از ہیچ ولی الاما شاء اللہ منفک نمی شود از انجملہ ظہور تاثیر در اعمال تصریفیہ او تا عاملے بفیض او منتفع شوند[1] اھ ملخصاً۔

چند کرامتیں ایسی ہیں جو کسی ولی سے جُدا نہیں ہو پاتیں جن میں ایک یہ کہ اس کے جاری اعمال و وظائف کی ایسی تاثیر جو ان پر عمل پیرا کو اس کے فیض سے نفع دیتی ہے اھ ملخصاً (ت)

خود شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور اُن کے فرزند ارجمند شاہ عبدالعزیز صاحب نے ہر گونہ حاجات کے لئے صدہا اعمال بتائے کہ تازہ بنے تھے جن کا پتا قرونِ ثلثہ میں اصلاً نہ تھا بعض اُن میں سے فقیر نے اپنے رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں ذکر کئے، اور خود اُن کی "قول الجمیل" ایسی باتوں کی حائز و کفیل۔ جامع ترشّحٔ شاہ ولی اللہ کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تصریح کرتے ہیں کہ انھوں نے جواہر خمسہ شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الباری کی سندیں اور اس کے اعمال کی اجازتیں اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری مرحومین سے حاصل کیں، حیث قال:

ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشیدہ و ایشان بعمل آنچہ در جواہر خمسہ است اجازت دادند عن ابیہ الشیخ ابراھیم الکردی عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی عن السید صبغۃ اللہ عن الشیخ وجیہ الدین علوی الکجراتی عن الشیخ محمد غوث الکوالیاری وایضاً لبسہا الشیخ ابوطاھر عن الشیخ احمد النخلی بسندہٖ الی اٰخرہٖ وایضاً ایں فقیر در سفر حج چوں بلاہور رسید و دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری دریافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت

اس فقیر نے شیخ ابوطاہر کُردی کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور انھوں نے جواہر خمسہ کے تمام وظائف کی اجازت دی یہ اجازت اُن کو اپنے والد شیخ ابراہیم کُردی سے اور اُن کو اپنے شیخ احمد قشاشی سے اور ان کو شیخ احمد شناوی اور ان کو سید صبغۃ اللہ سے ان کو شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی سے ان کو شیخ محمد غوث گوالیاری سے۔ نیز خرقہ پایا شیخ ابوطاہر نے احمد نخلی سے ان کی آخری سند تک۔ اور نیز فقیر جب حج کے سفر میں لاہور پہنچا تو وہاں شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی تو انھوں نے مجھے دعائے سیفی کی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ انھوں نے ان تمام وظائف

---

[1] ہوامع شاہ ولی اللہ

[2] الانتباہ فی سلاسل اولیاء۔ مترجم اردو طریقہ شطاریہ مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ص ۱۳۷

جمیع اعمال جواہر خمسہ و سند خود بیان کردند و ایشاں دریں زمانہ یکی از اعیان مشائخ طریقہ احسنیہ و شطاریہ بودند وچوں کسے را اجازت می دادند او را دعوت رجعت نمی شود رحمہ اللہ تعالیٰ، سند قال الشیخ المعمر الثقۃ حاجی محمد سعید لاھوری اخذت الطریقۃ الشطاریۃ واعمال الجواھر الخمسۃ من السیفی وغیرہ عن الشیخ محمد اشرف لاھوری عن الشیخ عبد الملک عن الشیخ البایزید الثانی عن الشیخ وجیہ الدین الکجراتی عن الشیخ محمد غوث الکوالیاری[1] انتھی۔

واعمال کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں، اور انھوں نے اپنی سند بھی بیان کی اور آپ اس زمانہ کے مشائخ شطاریہ احسنیہ کے سلسلہ کے خاص بزرگوں میں سے تھے، اور جب آپ کسی کو اپنے سلسلہ کی اجازت دیتے تو پھر اس کو رجوع کی حاجت نہ رہتی (اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے) سند یہ ہے شیخ بزرگ باوثوق حاجی محمد سعید لاہوری نے فرمایا کہ میں نے سلسلہ شطاریہ اور جواہر خمسہ کے وظائف واعمال سیفی وغیرہ، شیخ محمد اشرف لاہوری انھوں نے شیخ عبد الملک بایزید ثانی سے انھوں نے وجیہ الدین گجراتی انھوں نے شیخ محمد غوث گوالیاری سے حاصل کئے، انتہی (ت)

حضرات منکرین ذرا مہربانی فرما کر جواہر خمسہ پر نظر ڈال لیں اور اُس کے اعمال کا ثبوت قرون ثلثہ سے دے دیں بلکہ اپنے اصولِ مذہب پر اُن اعمال کو بدعت و شرک ہی سے بچالیں جن کے لئے شاہ ولی اللہ جیسے سُنّی موحد محدثانہ سند لیتے اور اپنے مشائخ حدیث وطریقت سے اجازت حاصل کرتے ہیں زیادہ نہ سہی یہی دعائے سیفی جس کی نسبت شاہ ولی اللہ نے لکھا کہ میں نے اپنے شیخ سے اخذ کی اور اجازت لی اسی کی ترکیب میں ملاحظہ ہو کہ جواہر خمسہ میں کیا لکھا ہے،

نادِ علی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند، و آں اینست نادِ علیا مظھر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی[2]

نادِ علی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھو اور وہ یہ ہے: پکار علی کو جو عجائب کے مظہر ہیں تو ان کو اپنے مصائب میں مددگار پائے گا ہر پریشانی اور غم ختم ہوگا آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی (ت)

مسئلہ: قال اللہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ

اور جب خدا نے عہد لیا اُن لوگوں سے جنھیں کتاب دی گئی اسے صاف بیان کردیں گے لوگوں سے

---

[1] الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم اردو طریقہ شطاریہ مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ص ۱۳۸

[2] فتوح الغیب ضمیمہ جواہر خمسہ مترجم اردو نادعلی کا بیان " دارالاشاعت کراچی ص ۴۵۳

للناس ولا تکتمونہ[1]   اور چھپائیں گے نہیں۔

اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملّتِ نجدیہ ھداھم اللہ تعالٰی الی الملۃ الحنفیۃ (اللہ تعالٰی ان کو حق کی طرف رجوع کرنے والی ملت کی طرف رہنمائی کرے) کہ جو لوگ نادِ علی پڑھیں پڑھائیں، سیکھیں، اُس کی سندیں دیں، اجازتیں لائیں، اس کے سلسلے کو سلاسلِ اولیاء اللہ میں داخل کرجائیں، اس کے حکم دینے والوں کو ولیِ کامل بتائیں اپنا شیخ و مرشد و مرجع سلسلہ بتائیں، اُن میں بعض کو بلفظ ثقہ و اعیانِ مشائخ اور اُن کی ملاقات کو بکلمۂ دستبوس تعبیر فرمائیں، اُنھوں نے غم و مصیبت و رنج و آفت کے وقت یاعلی یاعلی کہنا روا رکھا یا نہیں اور اسے ورد و وظیفہ بنایا یا نہیں اور غیر خدا کو خدا کا شریک فی العلم و شریک فی التصرف ٹھہرایا یا نہیں اور وہ اس سبب سے مشرک کافر بے ایمان جہنمی ہوئے یا نہیں پھر جو ایسوں کو اپنا پیر جانیں عالمِ اُمّت، حامیِ سنّت و قطبِ زمان و مرشدِ دَوراں مانیں (جیسے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب) اُنھیں مقتدائے دین و پیشوائے مسلمین بتائیں ان کے علم و افضال و عرفان و کمال پر سچے دل سے ایمان لائیں (جیسے تمام اصاغر و اکابر حضرات وہابیہ) انھیں سیّد الحکما و سیّد العلما و قطب المحققین، فخر العرفاء المکملین، اعلمھم باللہ و قبلۂ اربابِ تحقیق و کعبۂ اصحابِ تدقیق و قدوۃ اولیا و زبدۂ اربابِ صفا بلکہ امام معصوم و صاحبِ وحیِ تشریعی ٹھہرائیں (جیسے میاں اسمٰعیل دہلوی) ان سب صاحبوں کی نسبت کیا حکم ہے یہ حضرات ایک مشرک شرک جُو شرک پسند شرک آموز کو پیر و پیشوا و امام و مقتدا بنا کر سیّد العلما و مقبولِ خدا بتا کر خود بھی کافر و مشرک و مستحق عذاب الیم و مہلک ہوئے یا نہیں اور ان پر بھی مسئلۂ الرضاء بالکفر کفر (کفر پر رضامندی کفر ہے۔ت) و مسئلۂ من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر اور اس کے عذاب پر شک کیا وہ کافر ہوگیا۔ت) و حکم آیۂ کریمہ ومن یتولھم منکم فانہ منھم[2] (تم میں سے جو جس سے محبت کرتا ہے وہ انھیں میں سے ہوگا۔ت) و حدیث صحیح المرء مع من احب[3] (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ت) جاری ہوگا یا نہیں، بینوا توجروا۔ خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا پھر اصل مبحث یعنی دربارۂ اعمال تجدید و اختراع کی طرف چلئے، یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی انتباہ میں قضائے حاجات کے لئے ختمِ خواجگانِ چشت قدست اسرارہم کی ترکیب بتاتے اور اس کے آخر میں یوں فرماتے ہیں:

---

[1] القرآن ٣/ ١٨٧

[2] القرآن ٥/ ٥١

[3] صحیح البخاری   کتاب الادب   باب علامۃ الحب فی اللہ   مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی   ٢/ ٩١١

دہ مرتبہ درود بخوانند و ختم کنند و بقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگانِ چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدائے تعالٰی سوال نمایند ہمیں طور ہر روز میخوانده باشند ان شاء اللہ تعالٰی در ایام معدودہ مقصود بحصول انجامد[1]

دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر ختم دیں اور کچھ شیرینی پر خواجگانِ چشت کے نام کی فاتحہ پڑھیں اور اللہ تعالٰی سے اپنی حاجت کا سوال کریں، یہ عمل روزانہ کریں ان شاء اللہ چند روز میں مقصود حاصل ہوجائے گا۔ (ت)

مرزا مظہر جانجاناں صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

دعائے حزب البحر وظیفۂ صبح و شام و ختم حضرات خواجگاں قدس اللہ اسرارہم ہر روز بجہت حل مشکلات باید خواند[2]

حزب البحر شریف کا وظیفہ صبح و شام اور روزانہ خواجگان (قدس اسرارہم) کا ختم مشکلات کے حل کے لئے پڑھیں۔ (ت)

دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:

ختم خواجہا رضی اللہ تعالٰی عنہم و ختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ ہر روز بعد حلقۂ صبح لازم گیرید[3]۔

ختم خواجگان اور ختم حضرت مجدد صاحب (رضی اللہ تعالٰی عنہم) صبح حلقۂ ذکر کے بعد ضروری کریں۔ (ت)

مکتوب آخر میں کہتے ہیں:

ختم حضرت خواجہا و ختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہم نیز اگر یاراں جمع آیند بعد از حلقۂ صبح براں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشایخ ست و فائدۂ بسیار و برکت بے شمار دارد[4]

ختم خواجگان و ختم حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہم صبح کے حلقۂ ذکر کے بعد پابندی سے کریں کیونکہ یہ مشایخ کے معمولات میں سے ہے بہت مفید اور بابرکت ہے۔ (ت)

اور مرزا صاحب موصوف کے معمولات مسمّٰی بہ معمولاتِ مظہری سے اس کی ترکیب یوں منقول:

اوّل دست برداشتہ سورۂ فاتحہ یکبار بخوانند[5] الخ

پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھیں الخ (ت)

---

[1] الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ذکر طریقۂ ختم خواجگانِ چشت مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ص ۱۰۰

[2] ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات " مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۳

[3] مکتوبات " " " " " " مکتوب بست و ہشتم " " " " ص ۴۱ و ۴۲

[4] ملفوظات " " " " " " نصائح و وصایا " " " " ص ۹۲

[5] معمولاتِ مظہری " " " " " حاشیہ بر عبارت مذکورہ " " " "

اخیر میں لکھا :

بعدازاں ازجناب خدائے عزوجل حصول مطالب بتوسل ایں بزرگواراں باید خواست وتا سرانجام مقصود مداومت باید نمود[1] الخ

اس کے بعد اللہ تعالٰی سے اپنی حاجت کے حصول کےلئے ان بزرگوں کے توسل سے دُعا کرنی چاہیے تاکہ انجام میں دائمی طور پر مقصد ظاہر ہوجائے الخ (ت)

ان صاحبوں سے کوئی نہیں کہتا کہ یہ طریقے قرونِ ثلٰثہ میں کہاں منقول ہیں، ان میں کچھ ثواب یا تقرب الی اللہ کی امید ہوتی تو صحابہ ہی بجالاتے اور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فاتحہ شیرینی پر دلاتے والحمد للہ علی وضوح الحق (حق کے واضح ہونے پر اللہ تعالٰی کی حمد ہے۔ ت)

ثالثاً خیر صلٰوۃ الاسرار شریف تو ایک عمل لطیف ہے کہ مبارک بندہ اپنے حصول اغراض و دفع اعراض کے لئے پڑھتا ہے مزاج پُرسی ان حضرات کی ہے جو خاص امور ثواب و تقرب رب الارباب میں جو محض اسی نیت سے کئے جاتے ہیں ہمیشہ تجدید و اختراع کو جائز مانتے اور ان محدثات کو ذریعہ وصول الی اللہ جانتے ہیں وہ کون، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، مرزا مظہر جانجاناں، شیخ مجدد الف ثانی، مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی خرم علی بلہوری وغیرہم جنھیں منکرین بدعتی و گمراہ کہیں تو کس کے ہوکر رہیں، خود شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیرانِ مشائخ کے آداب طریقت و اشغالِ ریاضت کی نسبت صاف لکھتے ہیں :

لو لم یثبت تعیین الاداب ولا تلك الاشغال[2]

یہ خاص آداب و اشغال نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوئے۔ (ت)

شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں، اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات و ہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے[3] (الٰی قولہ) تو اس کو یاد رکھنا چاہیے[4] انتہی بترجمۃ البلہوری۔

مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین اسے نقل کرکے لکھتے ہیں، یعنی ایسے امور کو مخالفِ شرع یا داخلِ بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں[5] انتہی۔

---

[1] معمولاتِ مظہری از مجموعہ کلمات طیبات حاشیہ برعبارت مذکور نصائح و وصایا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص۹۲

[2] القول الجمیل مع شفاء العلیل گیارھویں فصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

[3] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چوتھی فصل 〃 〃 〃 〃 ص ۵۱

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۵۲

[5] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۵۲

اور سنئے اسی قول الجمیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم میں تصور شیخ کی ترکیب لکھی کہ،

ثالثھا الرابطۃ بشیخه فاذا صحبه خلی نفسه من کل شیٔ الا محبته وینتظر لما یفیض منه واذا غاب الشیخ عنه یخیل صورته بین عینیه بوصف المحبة والتعظیم فتفید صورته ما تفید صحبته[1] اھ ملخصا۔

یعنی تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطۂ شیخ ہے جب شیخ کی صحبت میں ہو تو اپنا دل اس کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کرے اور فیض کا منتظر ہو اور جب شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی اھ ملخصاً (ت)

شفاء العلیل میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا حق یہ ہے کہ "سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب ہے"[2] انتہی۔

اب کون کہے کہ یہ وہی راہ ہے جسے آپ کے سچّے معتقدین ٹھیٹ بُت پرستی بتائیں گے، مرزا مظہر صاحب نے اگرچہ کتاب و سنّت کو طرق حادثہ سے افضل مانا اور بے شک ایسا ہی ہے مگر ان کے بھی مباح و مفید ہونے کی تصریح فرمائی، مکتوب ۱۱ میں لکھتے ہیں:

ذکر جہر با کیفیات مخصوصہ و نیز مراقبات باطوار معمولہ کہ در قرون متاخرہ رواج یافتہ از کتاب و سنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام و اعلام از مبدءِ فیاض اخذ نمودہ اند و شرع ازاں ساکت ست و دائرۂ اباحت و فائدہا دراں متحقق و انکار آں ضرور نے[3]۔

آخری زمانہ جو ذکر بالجہر مخصوص کیفیت کے ساتھ ہو رہا ہے نیز مراقبات جن کا عمل جاری ہے یہ کتاب و سنّت سے ماخوذ نہیں بلکہ یہ مشائخ کرام نے بطور الہام مبدءِ فیاض سے پایا ہے اور شریعت اس کے منع پر خاموش ہے لہذا یہ دائرۂ اباحت میں داخل ہے اس میں فائدہ ہے اس کا انکار ضروری نہیں۔ (ت)

اور سنئے مکتوب ۱۶ میں ہے:

اگرچہ از مصحف مجید فال زدن در حدیث شریف نیامدہ

اگرچہ نیک فال قرآن مجید سے نکالنا حدیث شریف میں

---

[1] القول الجمیل مع شفاء العلیل چھٹی فصل طریقہ مراقبہ بسیط مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۰ - ۸۱

[2] " " " " " " " ص ۸۰

[3] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۳

اما ممنوع ہم نیست اگر کسی[عہ] زند مضائقہ ندارد۔[۱]

مذکور نہیں لیکن ممنوع بھی نہیں، اگر کوئی نکالے تو مضائقہ نہیں۔ (ت)

اُنھیں کے ملفوظات میں ہے:

حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ طریقۂ نو بیان نمودہ و مقامات و کمالات طریقۂ خود بسیار تحریر فرمودہ و در آں مقامات ہیچ شبہ نیست کہ باقرار ہزاراں علماء و عقلاء بتواتر رسیدہ[۲] اھ ملخصاً

حضرت مجدد صاحب نے نئے طریقے بیان فرمائے ہیں اور اپنے طریقہ کے کمالات و مقامات کو خوب بیان فرمایا ہے، ان مقامات میں کوئی شک و شبہ نہیں کیونکہ ہزاروں علماء و عقلاء نے اس کی تصدیق فرمائی ہے جو تواتر کو پہنچی ہے اھ ملخصاً (ت)

اُسی میں ہے:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ طریقۂ جدیدہ بیان نمودہ اند و در تحقیق اسرارِ معرفت طرز خاص دارند مثل ایشاں در محققانِ صوفیہ کہ جامع اند در علم ظاہر و باطن و علم نو بیان کردہ اند چند کس گزشتہ باشند اھ ملخصاً

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی نے جدید طریقہ بیان فرمایا ہے وہ معرفت کے اسرار کی تحقیق میں خاص طرز رکھتے ہیں اور یہ ان چند محقق صوفیوں میں سے ہیں جنھوں نے ظاہری و باطنی علوم جمع فرمائے اور نئے علوم بیان کئے ہیں ایسے چند بزرگ ہوئے ہیں اھ ملخصاً (ت)

عہ **اقول** یہ جناب مرزا صاحب کا خیال تھا، صحیح یہ ہے کہ قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے، حدیقہ ندیہ میں ہے:

قال والدی رحمہ اللہ تعالٰی فی شرحہ علی شرح الدرر و فی کتاب التحفۃ اخذ الفال من المصحف مکروہ کذا ذکرہ القہستانی یعنی کراھۃ التحریم الخ ۱۲ منہ دام ظلہ (م)

میرے والد رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا درر کی شرح میں اور کتاب التحفہ میں ہے کہ قرآن پاک سے فال نکالنا مکروہ ہے، قہستانی نے ایسے ہی ذکر کیا ہے یعنی مکروہ تحریمہ ہے الخ ۱۲ منہ دام ظلہ (ت)

---

[۱] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب شصت و یکم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۶

[۲] ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں " " " ملفوظات " " " " " ۷۰

[۳] " " " " " " " " " " " " ص ۸۳ و ۸۴

میاں اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں :

اشغالِ مناسبۂ ہر وقت و ریاضات ملائمۂ ہر قرن جدا جدا می باشند ولہذا محققان ہر وقت از اکابر ہر طرق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بناءً علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کردہ شود[1] الخ۔

ہر وقت کے مناسب وظائف اور ہر زمانہ کے لائق ریاضتیں جُدا جدا ہیں لہذا ہر زمانہ کے محققین نے ہر سلسلہ کے اکابرین سے نئے وظائف حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس بنا پر میں نے مصلحت دیکھی کہ وقت کا تقاضا ہے کہ اس کتاب کا ایک باب نئے وظائف و اعمال میں جو اس وقت کے مناسب ہوں، کے لئے معین کروں الخ

اب خدا جانے یہ حضرات بدعتی کیوں نہ ہُوئے اور انھیں خاص ان امورِ دینیہ میں جو محض تقرب الی اللہ کیلئے کئے جاتے ہیں نئی نئی باتیں جو قرآن میں نہ حدیث میں نہ صحابہ میں نہ تابعین میں نکالنی اور عمل میں لانی اور ان سے امید وصول الی اللہ رکھنی کس نے جائز کی۔

مسئلہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من سئل عن علم فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیمۃ بلجام من نار[2] اخرجہ احمد وابوداود والترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ والحاکم وصححہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی علمی بات پوچھی جائے وہ اسے چھپائے اللہ تعالٰی روزِ قیامت اسے آگ کی لگام دے گا۔ اس حدیث کو ابوداود، ترمذی نے تحسین کی۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے صحیح روایت کیا۔ (ت)

اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملتِ اسمٰعیلیہ ھداھم اللہ تعالٰی الی الشریعۃ الحقۃ الابراھیمیۃ (اللہ تعالٰی شریعت حقہ ابراہیمیہ کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے۔ ت) کہ دینِ خدا میں ایسی نئی نئی باتیں نکالنا اور یہ اقرار کرکے کہ کتاب وسنت سے اس کا ثبوت نہیں ان پر عمل کرنا اور اُنھیں موجبِ ثواب وقربِ رب الارباب سمجھنا بدعت سیئہ شنیعہ ہے یا نہیں، اور یہاں حدیث من احدث فی امرنا مالیس منہ فھو

---

[1] صراط مستقیم　قبیل باب اول　مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور　ص ۷

[2] سنن ابوداود　باب کراہیۃ منع العلم　مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور　۲/ ۱۵۹

جامع الترمذی　باب ماجاء فی کتمان العلم　" امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی　۲/ ۸۹

مسند احمد بن حنبل　مروی از مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ　" دار الفکر بیروت　۲/ ۳۰۵، ۳۴۴، ۳۵۳، ۴۹۵

رد[1] (جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔ ت) وحدیث کل بدعۃ ضلالۃ[2] (ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت)، وکل ضلالۃ فی النار[3] (اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔ ت) و حدیث شرالامور محدثاتھا[4] (سب سے بُری بات نئے امور ہیں۔ ت)، وحدیث اصحاب البدع کلاب اھل النار[5] (بدعت والے جہنم کے کُتّے ہیں۔ ت)، وارد ہوں گی یا نہیں، اور جن صاحبوں نے یہ باتیں ایجاد فرمائیں آپ کیں، اوروں سے کرائیں، کتابوں میں لکھیں، زبانی بتائیں، حسبِ تصریح تقویۃ الایمان اُن کے اصل ایمان میں خلل آیا یا نہیں، اور وُہ بدعتی فاسق مخالفِ سنّت قرار پائے یا نہیں، اور اُن سے بھی کہا جائے گا یا نہیں کہ صحابہ ثواب وحسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے بھلائی ہوتی تو وہی کرجاتے، اور میاں بشیر قنوجی یہاں بھی ہیأت عبادات کو توقیفی بتائیں گے یا نہیں، پھر جو لوگ ان صاحبوں کو امام وپیشوا جانتے اور ان کی مدح وستائش میں حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں (جیسے شاہ ولی اللہ مداح ومعتقد مرزا مظہر صاحب اور شاہ عبدالعزیز وصاف و مرید شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسمٰعیل غلام وبادخوانِ ہر دو شاہ صاحب اور تمام حضرات وہابیہ مداحین ومعتقدین جمیع صاحبان مذکورین) ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا بحکم حدیث من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام[6] (جس نے بدعت والے کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔ ت) یہ سب کے سب قصرِ اسلام کے ڈھانے والے ہوئے یا نہیں، یا یہ احکام صرف مجلس میلاد

---

[1] صحیح بخاری	کتاب الصلح	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۱/۳۷۱
صحیح مسلم	کتاب الاقضیہ	" نور محمد اصح المطابع کراچی	۲/۷۷
السنن الکبرٰی	کتاب آداب القاضی	" دارصادر بیروت	۱۰/۱۱۹
[2] صحیح مسلم	کتاب الجمعہ	" نور محمد اصح المطابع کراچی	۱/۲۸۵
سنن ابن ماجہ	باب اجتناب البدع والجدل	" ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱/۶
[3] درمنثور	تحت آیۃ من یہدی اللہ فہو المہتدی	" منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران	۳/۱۴۷
[4] صحیح مسلم	کتاب الجمعہ	" نور محمد اصح المطابع کراچی	ص ۲۸۵
مشکوٰۃ المصابیح،	باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل اول	مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی	ص ۲۷
[5] کنزالعمال	فصل فی البدع حدیث ۱۰۹۴	مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت	۱/۲۱۸
[6] مشکوٰۃ المصابیح،	باب الاعتصام والسنۃ فصل سوم	" مطبع مجتبائی دہلی	ص ۳۱
کنزالعمال	فصل فی البدع حدیث ۱۱۰۲	" موسسۃ الرسالۃ بیروت	۱/۲۱۹

وغیرہ اُنھیں امور کے لئے ہیں جن میں محبوبانِ خدا کی محبت و تعظیم ہو باقی سب حلال وطیب، اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے کہ تصورِ برزخ کو اتنا پسند کیا کہ اُسے سب سے زیادہ قریب تر راستہ خدا کا بتایا اور مولوی خرم علی صاحب نے اسے نقل کرکے مسلّم رکھا یہ دونوں صاحب مع اصل کا تب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب پھر ان صاحبوں کے معتقدین و مداح سب کے سب مشرک و شرک پرست ٹھہرے یا نہیں' یا یہ حضرات احکامِ شرع سے مستثنیٰ ہیں' اور تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان وغیرہما کی آیتیں حدیثیں صرف مؤمنین اہل سنت کو جو خاندان عزیزی سے نہ ہوں معاذ اللہ مشرک بدعتی بنانے کے لئے اتری ہیں' بینوا توجروا۔ سبحٰن اللہ ان صاحبوں کے یہ احداث واختراع سب مقبول ہوں' اور ناجائز و بدعت ٹھہرے تو وہ نماز جو حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قضائے حاجات کے لئے ارشاد فرمائی ؏

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(دیکھ راستہ کہاں سے کہاں تک ٹیڑھا ہے)

حق جل علا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور اپنے محبوبوں کی جناب میں معاذ اللہ بدعقیدہ نہ کرے خصوصا حضور سید المحبوبین مطلوب المطلوبین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین آمین۔ یہ ہے جو اس گدائے سرکار فیضبار قادریہ پُر برکات ونعمات حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فائض ہوا' ؏

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گدائے بے نوا فقیر ناسزا اپنے تاجدار عظیم الجود عمیم العطا کے لطف بے منت و کرم بے علت سے اس صلے کا طالب کہ عفو وعافیت و حسنِ عاقبت کے ساتھ اس دارِ ناپائدار سے رخصت ہوتے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزیز پسر بتول زہرا کے لختِ جگر علی مرتضیٰ کے نورِ نظر' حسن وحسین کے قرۃ بصر' محی سنت ابی بکر وعمر صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم یعنی حضور غوثِ صمدانی قطبِ ربانی واہب الآمال ومعطی الامانی حضور پُر نور غوثِ اعظم قطبِ عالم محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ کی محبت وعشق وعقیدت واتباع واطاعت پر جائے اور جس دن یوم ندعوا کل اناس بامامہم[1] (جس دن ہر جماعت کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ ت) کا ظہور ہو یہ سراپا گناہ زیر لوائے بیکس پناہ سرکار قادریت ظل آئے جگہ پائے'

---

[1] القرآن ۱۷/۷۱

فان ذلك على الله يسیر ان الله على كل شیٔ قدیر بحمد الله وقع الفراغ من تسوید ہ لثمان خلون للقمر الزاھر من شھر سیدنا الغوث الفاخر اعنی شھر ربیع الاٰخر فی ثلثة مجالس من ثلث غدوات عام الف وثلث مائة وخمس من ھجرة سید الکائنات علیہ وعلٰی اٰلہ وابنہ الوارث لمجدہ وکمالہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات وازکی التحیات وانمی البرکات اٰمین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

پس بیشک یہ اللہ تعالٰی کے لئے آسان ہے اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے، بحمد اللہ تعالٰی اس رسالہ کے مسودہ سے ۸ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کو فراغت ہوئی یہ مسودہ تین دن کی تین مجلسوں میں تیار ہوا۔ سید الکائنات پر ان کی آل پر اور آپ کے بیٹے جو آپ کی بزرگی اور کمال کے وارث ہیں پر افضل درود اور کامل سلام اور پاکیزہ تعریفیں اور بڑی برکات ہوں آمین آمین اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اللہ سبحانہ وتعالٰی زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم بڑا ہے اور اس کی بزرگی مضبوط اور تام ہے۔ (ت)